abghar.com

میں ان کے سامنے یہ فون نہیں سن سکتا تھا، اس لئے اٹھ کر ذرا فاصلے پر چلا گیا اور دھیمے لہجے میں پوچھا

''یہ کیسے ہوا؟ کچھ پتہ چلا؟''

''ہونا کیا تھا۔ زلفی یہاں سے گھر گیا، پروین کو چھوڑا اور سیدھا وقاص کے ڈیرے پر چلا گیا۔ وہ کہیں جانے کے لئے اپنی لینڈ کروزر پر سوار ہو رہا تھا۔ زلفی نے جاتے ہی فائر کھول دیا۔ پورا برسٹ اس کے بدن میں اتار دیا، ساتھ میں دو گارڈ بھی پھڑک گئے ہیں۔'' اس نے بتایا تو میں نے خود پر قابو پا کر پوچھا

''پھر۔! وقاص بچا تو نہیں ہوگا۔''

''وہ نہیں رہا اس دنیا میں۔'' چھا کے نے مزید بتایا تو میں نے پوچھا

''اور زلفی کہاں ہے؟''

''اس بارے کوئی پتہ نہیں، وہ ڈیرے پر گیا، اس نے فائرنگ کی، جب تک کسی کی سمجھ میں آیا، وہ وہاں سے بھاگ گیا، پورے علاقے کے لوگ ہائی الرٹ ہیں مگر پھر بھی زلفی کا کچھ پتہ نہیں چلا۔''

''خیر اس کی خبر رکھنا، اگر رابطہ کرے تو کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے مجھے بتانا، میں ابھی مصروف ہوں، بعد میں بات کرتے ہیں۔'' میں نے اسے سمجھایا اور فون بند کر دیا۔

جان اور کرسٹینا بظاہر جسپال کی بات سن رہے تھے، لیکن ان کی ساری توجہ میری طرف تھی۔ میں جیسے ہی ان کی سامنے والی کرسی پر آ کر بیٹھا تو جان نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا

''ہم دراصل ایک عالمی انسانی حقوق کی تنظیم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم لوگ امن، تعلیم اور انسانی وسائل کے کے لئے کام کرتے ہیں۔ ہمارا مرکزی دفتر برطانیہ میں ہے۔ دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں ہماری شاخیں ہیں۔ یہاں پاکستان میں بھی شاخ ہے۔ ہم اسی سلسلے میں آپ سے ملنے کے لئے آئے ہیں، تاکہ آپ کو ہم اپنے بارے میں بتا سکیں۔''

'' بہت سارے اداروں کو آپ نے دعوت دی ہے، ان میں ایک ادارہ ہمارا بھی ہے۔ آپ تعلیمی میدان میں یہاں کام کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ہماری خدمات حاضر ہیں۔'' کرسٹینا نے بتایا تو میں نے کہا

''آپ کو میں نے دعوت نہیں دی۔'' میں نے دونوں کی طرف دیکھ کر کہا

''سوہنی بی بی کی طرف سے خط تھا۔ ہم اس کی تفصیلات کے لئے آئے ہیں۔'' کرسٹینا نے کہا تو ایک لمحے کے لئے میں سوچ میں پڑ گیا۔ پھر چند لمحے بعد میں نے ان سے کہا، '' آپ پلیز، ہمیں کچھ وقت دیں، ثانی بی بی ہی آپ سے بات کریں گی۔'' یہ کہتے ہوئے میں اٹھا تو جسپال بھی میرے ساتھ اٹھ آیا۔ میں حویلی کے اندر گیا اور جسپال سے پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یہ کیا ڈرامہ ہے؟ جسمیندر کا تعارف اور یہ لوگ دوسری بات کر رہے ہیں۔''

''میں اس سے بات کرتا ہوں۔'' اس نے سیل سے جسمیندر کو کال ملائی لمحوں میں اس سے رابطہ ہو گیا۔ جسپال نے ان دونوں کے بارے میں بتایا تو وہ ہنستے ہوئے بولا

''بظاہر ان کا یہی کام ہے۔ لیکن اصل میں ان کے جو کام ہیں، ان کی تفصیلات میں تمہیں بعد میں بتا دوں گا، یہ یاد رکھو کہ میں نے انہیں تمہارے پاس بھیجا ہے، میں نے ہی انہیں معلومات دی ہیں۔ لیکن وہ لوگ مجھ سے براہ راست واقف نہیں ہیں، میں ان کے بارے میں سب جانتا ہوں۔''

''کچھ تو بتاؤ، ان کے بارے میں، ایسے ان سے کوئی کیا بات کرے۔''

''انہوں نے وہی کچھ بتانا ہے جو وہ بظاہر کرتے ہیں۔ اس نے پس منظر میں تفصیل یہ ہے کہ بلاشبہ ان کا تعلق عالمی انسانی حقوق کی تنظیم سے ہے لیکن ان کا ٹارگٹ وہ لوگ ہیں جو کسی نہ کسی حوالے سے اپنے علاقے میں اثر و رسوخ رکھتے ہیں۔ جو بالآخر سیاست کی دنیا میں داخل ہو کر اسمبلی تک پہنچ سکتے ہیں۔ اٹھارہ کروڑ عوام کے ذہن بدلنے کی بجائے وہ چند ایسے لوگوں پر بے بہا نوازشات کرتے ہیں۔ اور پھر ان سے اپنے مقاصد حاصل کرتے چلے جاتے ہیں۔ ان کی سیاسی پارٹی کوئی بھی ہو، وہ ہر طرف سے اپنا فائدہ لینے میں کامیاب ہیں۔''

''ان کا اصل مقصد کیا ہے؟'' جسپال نے پوچھا تو اس نے کہا

''اب تم بچوں والی بات کر رہے ہو، یار عالمی طاقتوں کی ایجنڈا کیا ہے؟ وہ مختلف روپ میں اپنے خونیں پنجے گاڑتے ہیں، یہ بھی سمجھو ان کا ایک پنجہ ہے۔''

''اب بتاؤ، ان کے ساتھ کیا کرنا چاہئے؟'' جسپال نے پوچھا

''ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرو اور انہیں پھر آنے کا کہہ دو۔ اس دوران تمہیں روہی سے بھی معلومات مل جائیں گی۔ اگر تم لوگ ان سے مدد لینا چاہو تو یہ بہت زیادہ مدد دے سکتے ہیں۔'' جسمیندر نے مشورہ دیا تو میں سمجھ گیا کہ ضرور اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے، یہ ابھی صرف تعارف چاہتا ہے۔ میں نے جسپال کے ذمے لگایا کہ وہ ان کے ساتھ جو بات چیت کرے۔ جسپال چلا گیا تو میں نے رندھاوے کا نمبر ملایا۔ اس نے فوراً ہی کال ریسیو کر لی تو میں نے پوچھا

''تمہارے کسی بندے نے آنا تھا، آیا کیوں نہیں، میں انتظار کر رہا ہوں۔''

''آنا تو تھا، لیکن وہ پیرزادہ وقاص قتل ہو گیا ہے نا، اس لئے تھوڑی سی ہلچل ہے۔ میں خود آتا ہوں اسے اپنے ساتھ لے کر۔''

''اور وہ دو پنچھی جو ادھر آنا چاہ رہے تھے؟'' میں نے پوچھا تو وہ بولا

''وہ آئیں گے، یہ ان میں طے ہے۔ شاہنواز انہیں لے کر آئے گا۔ میں اسی کے لئے تو سارا بندوبست کرنا چاہ رہا تھا، خیر ملتے ہیں یار بعد میں اور تفصیل طے کرتے ہیں۔'' اس نے تیزی سے کہا اور فون بند کر دیا۔ میں نے ایک طویل سانس لی اور حویلی کے اندر چلا گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں نے نیٹ آن کیا اور روہی کی طرف سے کسی متوقع ہدایات کے لئے میل دیکھی۔ وہاں میرے لئے بہت کچھ تھا۔ جان اور کرسٹینا کے بارے میں تفصیل درج تھی۔ وہاں ان لوگوں کے بارے میں بھی فہرست تھی جو اس تنظیم کے پروردہ تھے اور اس وقت سیاست میں طاقتور تھے۔ انہیں بہت اچھا ریسپانس دینے کو کہا گیا تھا۔ تفصیلات پڑھنے میں مجھے کچھ وقت لگ گیا۔ لیکن بنیادی معلومات مل گئیں۔ میں نے نیٹ بند کیا اور واپس لان میں آ گیا جہاں میز پر ڈھیر سارے لوازمات سجے ہوئے تھے۔ سونی، سارا اور جیپال سے وہ باتیں کر رہے تھے۔ سونی ان سے کہہ رہی تھی

''آپ کی خدمات بہت اچھی ہیں۔ اور لوگ بھی ہمارے رابطے میں ہیں۔ بہت جلد ہم آپ سے رابطہ کرتے ہیں۔''

''ہم انتظار کریں گے، اور آپ ہماری بہترین خدمات سے استفادہ کریں گے، اس کی ہم پوری توقع رکھیں گے۔'' جان نے مسکراتے ہوئے کہا تبھی کرسٹینا اٹھتے ہوئے بولی

''تو پھر ہمیں اجازت دیں۔''

''نہیں آپ ہمارے ساتھ لنچ لیں گے، اس وقت تک آپ آرام کر سکتے ہیں، چاہیں تو گپ شپ کریں۔'' جیپال نے کہا تو جان کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

سہ پہر کا وقت تھا۔ میں اپنے گھر میں نیم کے درخت تلے پڑا، رندھاوے کا انتظار کر رہا تھا کہ ایسے میں تانی آ گئی۔ وہ میری سامنے والی چارپائی پر آ بیٹھی پھر میری جانب دیکھتے ہوئے بولی

''یہ وقاص کا قتل ہمارے لئے کوئی مشکل پیدا کر سکتا ہے؟''

''میرے خیال میں تو آسانی ہی ہوئی ہے، تم نے ایسے کیوں سوچا؟'' میں نے اس سے پوچھا

''ظاہر ہے اس کی آخری رسومات پر شاہنواز کے ساتھ، ملک سجاد اور شاہ زیب بھی آئیں گے، انہیں یہاں آنے کا جواز مل گیا ہے۔''

''میں انہیں ویسے بھی یہاں آنے سے نہیں روک سکتا۔ ہاں اگر یہاں آ کر وہ کوئی ایسی ویسی بات کرتے ہیں تو پھر میرا خیال ہے انہیں معاف نہ کیا جائے۔'' میں نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تو وہ بولی

''تمہارے خیال میں کیا اب وہ میلہ لگانے کی ضد کریں گے، ظاہر ہے انہوں نے ہمیں گھیرنے کے لئے یہ سارا اہتمام کر رہے تھے۔''

''وہ نہیں، اب ہم چاہیں گے کہ میلہ لگے، وہ بھی ہماری مرضی کے مطابق، باقی جو حالات ہوں گے، اس کے مطابق دیکھ لیں گے۔'' میں کہہ چکا تو ایک دم سے میرے ذہن میں خیال آیا، میں نے تانی کے چہرے پر دیکھا اور پیار بھرے لہجے میں پوچھا'' تانی، تم کہیں بور تو نہیں ہو گئی ہو، یہاں کی زندگی سے اکتا گئی ہو؟''

''میں اکتائی نہیں، بلکہ اتنے سارے لوگوں کے درمیان رہنے کا مجھے مزہ آ رہا ہے، بس ایک شکایت ہے مجھے۔'' اس نے حسرت آمیز لہجے میں کہا

''وہ کیا شکایت ہے؟'' میں نے پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''تم مجھے وقت نہیں دیتے۔ میں جانتی ہوں کہ اب تمہارا اپنا کوئی وقت نہیں ہے لیکن پھر بھی، میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں، ہر دم ہر پل۔''

''او کے، میں کوشش کروں گا کہ تم میرے ساتھ رہا کرو، اب خوش؟'' میں نے کہا تو وہ ایک دم سے خوش ہوگئی۔ پھر کراچی میں گذرنے والے وقت کی بابت بتاتی رہی۔ اسی دوران رندھاوے کی کال آگئی کہ وہ آگیا ہے۔ میں نے اسے اندر آجانے کو کہا تو وہ اندر صحن ہی میں آگیا۔

رندھاوا اب ڈی ایس پی بن چکا تھا۔ ایک بہت بڑا معرکہ اس نے سر کیا تھا۔ را کے ایجنٹ پکڑنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ لیکن شاہنواز کا بچ جانا، گویا سانپ کو زخمی کر دینے کے مترادف تھا۔ اس وقت وہ سادہ لباس میں تھا۔ اس کے ساتھ ایک لمبا تڑنگا، خوبرو نوجوان تھا۔ انہیں دیکھتے ہی تانی اٹھ گئی۔ علیک سلیک کے بعد رندھاوے نے اس نوجوان کا تعارف کرایا

''یہ شعیب ہے، اور سیدھا سیدھا بتا دوں کہ یہ اپنے ملک کی خفیہ ایجنسی کا آفیسر ہے۔ اس کی ڈیوٹی تمہارے ساتھ لگائی جا رہی ہے، تمہارے ساتھ مطلب اس علاقے میں، ظاہر ہے اسے یہاں رہنے کا کوئی جواز چاہئے ہوگا۔'' رندھاوا کہہ چکا تو میں نے براہ راست شعیب کی طرف دیکھا۔ مجھے یوں لگا جیسے میں نے اسے پہلے کہیں دیکھا ہوا ہے، کہاں دیکھا ہے، یہ مجھے یاد نہیں آ رہا تھا۔ لمحہ بھر سوچتے رہنے کے بعد میں نے اس سے پوچھا

''کیسا جواز چاہئے تمہیں؟''

''حویلی میں کوئی ایسی جاب، جس سے میں آزادانہ ادھر ادھر آ جا سکوں۔''

''ہو گیا، تم ابھی سے وہاں جاب پر ہو۔ اور میرا نہیں خیال کہ تمہیں مزید کوئی بات سمجھانا ہوگی۔'' میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا تو وہ مسکراتے ہوئے بولا

''میں سمجھتا ہوں، آپ بے فکر رہیں۔''

''وقاص کی نمازِ جنازہ مغرب کے بعد ہے۔ آؤ گے؟'' رندھاوے نے پوچھا تو میں نے مسکراتے ہوئے کہا

''کیوں نہیں، ضرور آؤں گا۔''

''ٹھیک ہے میں چلتا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ اٹھا تو تانی نے کچن کے دروازے پر ہی سے کہا

''چائے بن گئی ہے، پی کے جائیں۔''

اس پر رندھاوا ایک دم سے چونکا اور بولا

''مجھے تو خیال ہی نہیں تھا۔ یہ بھی یہاں پر ہیں۔''

''تعارف ہے اس سے؟''

''ہاں، ان کے بارے میں سنا ہے۔'' اس نے کہا اور چارپائی پر بیٹھ گیا تو میں نے اس سے پوچھا

''تم نے یہ نہیں پوچھا کہ شعیب کی ڈیوٹی کیوں لگائی گئی ہے ادھر؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یہ ہی بتا دیتا ہے۔''اس نے شعیب کی طرف دیکھ کر کہا تو وہ دھیمے سے لہجے میں بولا

''شاہ دین یہاں کا ایم این اے تھا، اور شاہنواز ایم پی اے۔ یہ دونوں بیرونی قوتوں کیلئے کام کرتے تھے، خاص طور پر 'را' کے لئے۔ ان کے بڑے بڑے پراجیکٹ تھے، جنہیں آپ کی مدد سے ختم کیا گیا۔ میں یہاں پر اس لئے ہوں کہ یہ دوبارہ کم از کم اپنے علاقے میں کوئی ایسا کام نہ کریں اور انہیں کبھی بھی اسمبلی کا رکن منتخب نہ ہونے دیا جائے۔''

''ٹھیک ہے، لیکن ان کے پراجیکٹ کیا تھے؟''میں نے پوچھا۔ ایسے میں تانی چائے کے کپ ایک ٹرے میں رکھے آ گئی۔ سب نے کپ لئے تو وہ ایک طرف بیٹھ گئی۔

''میں آپ کو تفصیل سے بتاؤں گا۔ میں نے اسے خصوصی طور پر اسٹڈی کیا ہے ،فی الحال اتنا جان لیں کہ یہ اعلیٰ سطح کی معلومات دیتے تھے، اپنے دشمنوں کو ختم کرتے تھے، ٹارگٹ لوگوں کا قتل، خوف وہراس، خاص طور پر تعلیم دشمنی۔''اس نے اختصار سے بتایا تو میں نے پوچھا

''وقاص کی یاری شاہنواز سے تھی لیکن وہ شاہ دین کے خلاف تھا، اب شاہ زیب.....''

''میں بتاتا ہوں۔''اس نے میری بات کاٹ کر کہا، پھر لمحہ بھر سانس لے کر بولا

''وقاص خود ایم پی اے بننا چاہتا تھا، اس لئے ایک لمبی سازش کر رہا تھا۔ اب شاہ دین نہیں رہا تو شاہنواز ایم این اے اور وقاص ایم پی اے بننا چاہتا تھا۔ اب وقاص کی جگہ شاہ زیب لے گا۔ وہ اب سکون سے نہیں بیٹھیں گے۔ ان کی کوشش ہوگی کہ وہ کسی نہ کسی طرح اسمبلی تک رسائی لیں۔ اور ایسا ہم نے ہونے نہیں دینا۔''

''مستقبل کی بات تو ایسے ہی سمجھ میں آتی ہے۔ یورپی یونین کے لوگ بھی اس علاقے میں دلچسپی رکھتے ہیں، کیا وہ بھی ایسے ہی ہیں؟'' میں نے پوچھا

''طریقہ واردات مختلف ہے اور ظاہر ہے، جو آدمی کروڑوں اربوں روپے لگا کر رکن بنتا ہے، اس کے اپنی دلچسپی تو ہے نا کہ اس سے دوگنا مال کمائے۔ وہ کئی گنا مال لگاتے ہیں اور اپنا مقصد حاصل کرتے ہیں۔ جمال صاحب۔! تاریخ شاہد ہے کہ جب تک کوئی قوم مضبوط ہے، اسے کوئی شکست نہیں دے سکا، کھوکھلی قوم کو اپنی انگلیوں پر نچایا جا سکتا ہے۔ اور یہ لوگ قوم کو کھوکھلا کرنے کا جرم کر رہے ہیں۔ ان کی اپنی زندگی تو شاید اچھی بن جائے لیکن آئندہ آنے والی نسلوں کو تاریکی میں دھکیل رہے ہیں۔''

''فکر نہیں کرو شعیب، کم از کم یہ لوگ اب ہماری انگلیوں پر ناچیں گے۔''میں نے اسے یقین دلاتے ہوئے کہا تو وہ لمبی سانس لے کر رہ گیا۔

''ٹھیک ہے، میں اب چلتا ہوں، وقاص کے ہاں ہی ملاقات ہوگی۔''رندھاوے نے اٹھتے ہوئے کہا تو شعیب بھی اٹھ گیا۔

''میں آتا ہوں حویلی۔''

وہ دونوں چلے گئے۔ تانی نے میری طرف دیکھ کے کہا

''لگتا ہے، بہت ساری قوتیں یہاں جمع ہو رہی ہیں، تم نے محسوس کیا؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہاں۔! ایسا ہونا ہی ہے تانی، جب بھی کہیں اچھائی ہونے لگتی ہے، تبھی وہیں شیطانی قوتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔'' میں نے کہا تو وہ سر ہلاتے ہوئے اٹھ گئی۔

☆.....☆.....☆

وقاص کی نماز جنازہ پر لگتا تھا پورا علاقہ ہی اُمنڈ آیا ہے۔ ایک بڑے میدان میں اس کا اہتمام تھا۔ میں چھاکے کے ساتھ جان بوجھ کر دیر سے پہنچا تھا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ ایسے موقعہ پر میرا دشمنوں سے آمنا سامنا ہو۔ ہم نے کار ایسی جگہ لگائی، جہاں سے آسانی کے ساتھ نکلا جا سکے۔ میں پچھلی صفوں میں ایک جگہ کھڑا ہو گیا۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد ہم خاموشی سے نکلے اور نورنگر کی طرف چل پڑے۔

خلاف توقع چھاکا بہت خاموش تھا۔ جیسے ہی ہم گاؤں کے قریب آئے تو اس نے کہا

''ڈیرے پر چلو، بھیدے کے پاس۔''

''خیر ہے؟'' میں نے پوچھا اور کار کا رُخ اس جانب موڑ دیا۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کچھ دیر بعد ہم ڈیرے پر جا پہنچے۔ میں کار سے نکل کر صحن میں پڑی چارپائی پر بیٹھنے لگا تھا کہ چھاکے نے کہا

''اندر چلو۔''

میں اندر کی جانب بڑھ گیا۔ میں کمرے میں گیا تو سامنے زلفی کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر دھیمی سے مسکراہٹ تھی۔ اسے دیکھ کر مجھے ذرا سی بھی حیرت نہیں ہوئی۔ مجھے یقین تھا کہ جلد یا بدیر وہ مجھ ہی سے رابطہ کرے گا۔ میں کوئی بات کرنا چاہتا تھا کہ پیچھے کھڑے چھاکے نے کہا

''یہ صبح کا یہیں ہے۔ اب اس کا کیا کرنا ہے، یہ تم بتا دو۔''

'' کرنا کیا ہے، ادھر رہے گا تو کسی نہ کسی کی نظر چڑھ جائے گا۔ ظاہر ہے ہمارے پاس ہونے کی وجہ سے وقاص کا قتل ہمارے کھاتے پڑ جائے گا۔'' میں نے کہا تو چھاکا بولا

''تو پھر کہاں رکھیں، اب پولیس کے حوالے تو کریں گے نہیں۔''

''ایسا کرو، صبح سویرے تک ٹھہرو، میں یہاں سے اسے نکال لوں گا۔ تم فکر نہ کرو۔'' میں نے زلفی کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو وہ مسکراتے ہوئے بولا

''مجھے دور کہیں مت بھیجنا، میں یہیں کہیں رہنا چاہتا ہوں۔ میں اب پروین سے بھی زیادہ دور نہیں رہ سکتا۔''

''وہ بھی تیرے پاس ہی رہے گی۔ بہت جلد وہ تجھ سے آن ملے گی۔'' میں نے اسے حوصلہ دیا اور واپسی کے لئے نکل آیا۔ صحن میں آ کر میں نے کہا

''چھاکے۔! اب یہ کام تمہارا ہے، اسے گاڑی میں ڈالو اور کرنل سرفراز کے فارم ہاؤس چھوڑ آؤ، کسی کو بھی پتہ نہیں چلنا چاہئے کہ زلفی ہے کہاں، کسی اپنے کو بھی نہیں۔ آج ہی یا جب بھی وقت ملے پروین کو بھی اس کے پاس چھوڑ دینا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ٹھیک ہے۔'' اس نے میری بات سمجھتے ہوئے کہا تو میں نے فون پر کرنل سرفراز کے نمبر پش کئے۔ رابطہ ہو جانے پر میں نے اشارے کنائے میں بات بتائی۔ انہوں نے زلفی کو بھیج دینے کے لئے کہا تو میں نے اسی وقت چھاکے کو روانہ کر دیا، خود بائیک لے کے اپنے گھر آ گیا۔

رات کا پہلا پہر ختم ہو چکا تھا۔ میں اور سوہنی چھت پر تھے۔ وہ مجھ سے ذرا فاصلے پر کھڑی مجھے دیکھے چلے جا رہی تھی۔ اس نے جان، کرسٹینا اور شعیب کے بارے تفصیلی بات کر کے سمجھ لی تھی۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ اب سوہنی مجھ سے ذرا فاصلے پر رہتی ہے۔ میں سمجھ نہیں سکا تھا کہ اس میں شدت نہیں رہی یا اس نے خود پر قابو پا لیا ہے، یا یہ اس کی ناراضگی کا اظہار ہے۔ مجھے اس پر بہت پیار آ رہا تھا۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے قریب کرتے ہوئے یہی باتیں پوچھیں تو وہ بولی

''جمال۔! میں نے تمہیں اس دنیا میں جانے سے روکا تھا، لیکن میں غلط تھی۔ شاید کسی مقصد کو حاصل کر لینا اتنا مشکل نہیں ہوتا، جتنا اسے سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔''

''یہ احساس کیسے ہوا؟'' میں نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے پیار سے پوچھا

''بہت کچھ سوچا میں نے، اپنا حق نہیں حاصل کر سکتی تھی، اب کر تو لیا، لیکن اگر طاقت نہیں ہو گی تو میں اسے کیسے سنبھال سکتی ہوں۔ اور اس وقت جو قوتیں ہماری دشمن ہیں ان کا بس چلے تو یہ سب اگلے ہی لمحے ہمیں ختم کر دیں۔ یہ جو گلشن ہم نے بنا لیا ہے اور جس کی ابھی تعمیر تو بھی نہیں ہو سکی، اس کی حفاظت کیسے ہو گی، بلاشبہ ہمیں طاقت چاہئے ہو گی۔'' اس نے اپنا سر میرے کاندھے پر رکھتے ہوئے جذب سے کہا تو مجھے اس پر بہت پیار آیا۔ میں ان چند لمحوں میں ہر شے بھول جانا چاہتا تھا۔ سوہنی کا قرب پا کر اب مجھے بھی سرشاری محسوس ہوتی تھی۔

''چھوڑ و ان باتوں کو، مجھے یہ بتاؤ، پہلے تم میرے قریب رہنے کی کوشش کرتی تھی، اب تم مجھ سے دور رہتی ہو، اس کی وجہ کیا ہے؟'' میرے یوں پوچھنے پر وہ مجھ سے الگ ہوتے ہوئے بولی

''جمال۔! جب ذمے داری کا احساس نہیں ہوتا تو سوچیں کچھ دوسری طرح کی ہوتی ہیں۔ ہمارے مقصد بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں، لیکن اب ذمے داری زیادہ ہے تو سوچیں بھی مختلف ہو گئی ہیں۔ یہ بات نہیں کہ مجھے تم سے محبت نہیں رہی، اب تو سمجھو مجھے تم سے محبت ہی نہیں عشق ہو گیا ہے۔ تم جہاں بھی رہو، مجھے یقین ہے کہ تم میرے ہو۔ تمہیں مجھ سے کوئی نہیں چھین سکتا۔''

''میں اس یقین کی وجہ معلوم کر سکتا ہوں۔'' میں اس کی باتوں سے سرشار ہوتا ہوا بولا تو وہ خمار آلود لہجے میں بولی

''یہ تو میں بھی نہیں جانتی، بس اماں نے مجھے ایک بار بتایا تھا کہ جس سے محبت کی جاتی ہے، اس پر اعتماد کرنا پڑتا ہے، اعتماد کے بغیر محبت کاہے کی۔ محبت تو میرے اندر ہے نا اور اس کی آبیاری میں نے ہی کرنی ہے۔ جتنے یقین کے ساتھ کروں گی، اسی قدر پرسکون ہو جاؤں گی۔''

''جانتی ہو یہ محبت اور عشق ہوتے کیا ہیں؟'' میں نے پوچھا تو وہ لذت آگیں لہجے میں بولی

''محبت صرف خوبیوں سے کی جاتی ہے، اور عشق خوبیوں، خامیوں سے ماورا ہوتا ہے، اس میں صرف ذات سامنے ہوتی ہے۔ اور تم میرے سامنے ہو، ہر وقت، ہر لمحے۔ میں تو اتنا ہی جانتی ہوں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تمہیں ایسی باتیں سکھاتا کون ہے؟'' میں نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتی اچانک میرا سیل فون بج اٹھا۔ سارا سکون ایک چھناکے سے ٹوٹ گیا۔ میں نے فون نکالا تو وہ اجنبی نمبر تھے۔ میں نے کال رسیو کی۔

''جمال۔! تمہیں برا تو لگے گا لیکن میں بتا دوں کہ میں چوہدری شاہنواز بات کر رہا ہوں۔'' دوسری طرف سے نفرت میں بھیگی ہوئی آواز میں کہا گیا تو میں سکون سے بولا

'' اچھا کیا بتا دیا کہ تم شاہنواز بات کر رہے ہو۔ بولو کیا کہنا چاہتے ہو۔''

''صرف تمہاری موت چاہتا ہوں۔ خواہش ہے کہ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے ماروں۔'' اس نے اسی نفرت سے کہا

''میں نے تمہیں منع تو نہیں کیا اور پھر خواہشوں کا کیا ہے، وہ تو بے چاری ایک پدی بھی کرتی ہے۔'' میں نے طنزیہ لہجے میں کہا تو وہ تڑپ کر بولا

''میں چاہتا تو ابھی تم بات بھی نہ کر رہے ہوتے، جب تم وقاص کے ہاں سے واپس جا رہے تھے تو میرے آدمیوں کی نگاہ میں تھے۔ ایک گولی، تیری بولتی بند کر سکتی تھی۔ لیکن نہیں میں نے تجھے اپنے ہاتھوں سے مارنا ہے۔''

''کہاں آؤں، تیرے ڈیرے پر یا تیرے گھر پر، پھر دیکھتے ہیں کون مرتا ہے اور کون جیتا ہے، زندگی موت تو میرے رب کے ہاتھ میں ہے، جس نے، جب اور جیسے جانا ہے وہ مقرر ہے۔ بولو؟'' میں نے غصے میں کہا

''کہانا ایک گولی تجھے اگلے جہاں پہنچا سکتی ہے لیکن ایسے تھوڑی ماروں گا، سارا علاقہ تجھ سے عبرت پکڑے گا، اور ہاں، وہ طوائف کی بیٹی سوہنی سے کہہ دینا، میلے پر اسی نے ناچنا ہے۔ تیرے سامنے نچاؤں گا اُسے۔'' اس نے انتہائی نفرت سے کہا۔ اس سے پہلے کہ میں جواب دیتا، سوہنی نے فون مجھ سے لے لیا۔ فون سے چھن کر آنے والی آواز اس نے سن لی تھی۔

''سن اُو ئے ہیجڑے۔! اتنا بڑا بول مت بول، میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ میں تیری بیٹی نچا دوں گی۔ پر نہیں، میں عورت کی عزت کرتی ہوں۔ ہاں یہ ضرور کہوں گی کہ تجھے نچا دوں۔ اب میلہ بھی کتنی دور ہے۔ فقط چند دن، ہمت ہے تو مقابلے پر آ جانا۔ تیرے پیروں میں گھنگرو میں خود باندھوں گی۔'' اس نے کہا اور فون مجھے دے دیا۔ میں نے فون کان سے لگایا تو وہ گالیاں بک رہا تھا۔ میں نے فون بند کر دیا۔

ہم دونوں میں چند لمحے خاموشی رہی، میں نے اس کے چہرے پر دیکھا، جہاں مایوسی اور حسرت پھیل چکی تھی۔ شاید طوائف کی بیٹی ہونا اس کے لئے بہت بڑا طعنہ بن چکا تھا۔ تبھی میں نے اسے اپنے گلے لگایا تو پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ میں نے اسے رونے دیا، کافی دیر بعد اس کا جی ہلکا ہوا تو آنسو پوچھ کر میرا ہاتھ پکڑا اور نیچے کی طرف چل دی۔

میں سونا نہیں چاہ رہا تھا۔ مجھے چھاکے کی فکر تھی۔ وہ زلفی کو لے کر کرنل سرفراز کے پاس گیا تھا۔ وہ جب تک وہاں بحفاظت پہنچ نہ جاتا، میں سو ہی نہیں سکتا تھا۔ آدھی رات گذر چکی تھی، لیکن اس کا فون نہیں آیا تھا اور نہ ہی میری کال جا رہی تھی۔ اس کا فون بند جا رہا تھا۔ میں ایک دم سے پریشان ہو گیا۔ مجھ سے لیٹا نہیں گیا۔ میں باہر والے کمرے سے نکل کر چھت پر جانے کے لئے صحن میں آ گیا۔ پچھلی رات کا چاند ابھر آیا تھا۔ تبھی میری نگاہ اماں والے کمرے پر پڑی، جس میں دھیمی روشنی ہو رہی تھی۔ کیا اماں جاگ رہی ہے؟ یہ سوچ کر میں اس کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دروازے ہی سے میری نگاہ اندر پڑی، اماں کونے والی چارپائی پر سو رہی تھیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جائے نماز بچھائے سوہنی بیٹھی دعا مانگ رہی تھی۔ میں صرف اس کے بڑبڑانے کی آواز ہی سن سکا جو آنسوؤں میں بھیگی ہوئی تھی۔ وہ روتے ہوئے انتہائی جذب سے دعا مانگ رہی تھی۔ میں نے اسے ڈسٹرب نہیں کیا، دبے قدموں واپس صحن میں آ گیا۔ میرے لئے خوشگوار حیرت کی بات یہی تھی کہ وہی سوہنی ہے جو میلے والے دن مجھے ملی تھی۔ اس گھر میں آئی تو نیم برہنہ تھی، اور آج..... اس میں کوئی شک نہیں کہ رب تعالیٰ، جسے چاہے اور جب چاہے ہدایت سے نواز دے۔ مجھے سمجھ آ گئی تھی کہ وہ پرسکون انداز میں، اتنے یقین کے ساتھ باتیں کیسے کر سکتی ہے۔ میرے اندر خوشگوار ٹھنڈک کے ساتھ ایک نیا عزم بھی اتر گیا۔ مجھے اس وقت سوہنی پر بے تحاشا پیار آیا تھا۔ میں اسی کے بارے سوچتا ہوا صحن میں پڑی چارپائی پر لیٹ گیا۔ مجھے پتہ ہی نہیں چلا کہ میں کب سو گیا۔

سورج ابھی طلوع نہیں ہوا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔ مجھے پہلا خیال چھاکے کا آیا۔ میں نے جلدی سے فون لیا اور اسے کال ملا دی۔ اگلے چند لمحوں میں اس سے رابطہ ہو گیا۔

''میں واپس گاؤں آ رہا ہوں۔ پندرہ بیس منٹ میں پہنچ جاؤں گا۔ سب کچھ حفاظت سے ہو گیا ہے۔''

''اچھا چل سیدھا ادھر ہی آنا، ناشتہ اکٹھے ہی کریں گے۔'' میں نے کہا اور فون بند کر کے فریش ہونے چل دیا۔

☆.....☆.....☆

ابھی دوپہر نہیں ہوئی تھی۔ میں باہر والے کمرے میں بیٹھا ہوا میلے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ رات جوشا ہنواز نے دھمکی دی تھی، میں اسے نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ انہوں نے جو علاقے میں خوف و ہراس پھیلا کر اپنے طاقت ور ہونے کا جو تاثر پھیلایا ہوا تھا۔ اسے وہ ہر حال میں دوبارہ قائم کرنا چاہتے تھے۔ اور یہ اسی وقت ممکن تھا جب وہ ہمارا وجود ختم کر دیتے۔ میلے میں انہوں نے شر پھیلانا ہی تھا۔ پہلے صرف اپنا تاثر بحال کرنا مقصد ہو سکتا تھا لیکن اب وہ وقاص کا انتقام بھی ہم سے لینا چاہتے تھے۔ ملک سجاد یونہی ان کا ساتھ دینے یہاں نہیں آ گیا تھا۔ وہ بھی زخمی سانپ تھا۔ شاہ زیب کی تو ایک طرح سے سلطنت چھن گئی تھی۔ اس کا بس چلتا تو اب تک ہمیں ختم کر چکا ہوتا۔ ایک طرف دشمنوں کا یہ اتحاد تھا، لازمی بات تھی کہ انہوں نے بلا سوچے سمجھے یہ چڑھائی نہیں کی تھی۔ وہ طاقتیں ان کے ساتھ تھیں جن کا نیٹ ورک ہم نے ختم کر کے رکھ دیا تھا۔ دوسری طرف جان اور کرسٹینا کا یہاں آ جانا اس بات کی نشان دہی کر رہا تھا کہ یہاں ایسا کچھ ہے، جس سے انہیں فائدہ مل سکتا ہے۔ انہیں وہ مہرے دکھائی دے رہے تھے، جو ان کے کسی کھیل میں کام آ سکتے تھے۔ چاہے کسی رنگ ہی میں سہی، ان کا مقصد خیر خواہی نہیں تھا۔ تیسری طرف شعیب کی آمد ہمارے لئے جیسی بھی ہوتی، لیکن اس کی پہلی ترجیح اس کی اپنی ایجنسی تھی۔ اسے اپنے مقاصد عزیز تھے۔ ہم اگر ان کے مطابق چلیں گے تو وہ ہمارے دوست ہیں، اگر ان کے مطابق نہیں ہیں تو انہیں دشمن بنتے ذرا بھی وقت نہیں لگنا تھا۔ مختلف قوتیں ہمارے گرد گھیرا ڈال رہی تھیں۔ میں اسی بارے سوچ میں تھا کہ رندھاوے کا فون آ گیا۔

''ایک خبر ہے جمال، اسے ذرا غور سے سننا۔'' اس نے متانت بھری آواز میں کہا

''بولو، کیسی خبر ہے؟'' میں نے سکون سے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''اب مجھے نہیں پتہ کہ یہ خبر تمہارے لئے کیسی ہے۔ خیر تمہارے دوست جسپال بارے چھان بین کی اطلاع ہے کہ وہ جرائم میں ملوث ہے۔اسی بارے چھان بین......''اس نے کہنا چاہا لیکن میں نے اس بات کاٹتے ہوئے پوچھا

'' جرائم والی بات درست نہیں۔کہیں نہ کہیں سے غلط فیڈ ہوا ہے، کیا اس کا پتہ کر سکتے ہو؟''

''وہ تو معلوم ہو جائے گا ،لیکن پھر بھی اسے یا تو واپس جانا ہوگا، یا پھر ویزہ بڑھائے گا۔ اطلاع کے مطابق اس کا ویزہ ختم ہونے والا ہے، پہلی صورت میں ممکن ہے کوئی بات نہ ہو لیکن دوسری صورت میں کوئی نہ کوئی ایجنسی تمہیں تنگ کرے گی۔تم اپنے دشمنوں کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔'' اس نے سمجھاتے ہوئے کہا تو ایک دم سے مجھے خیال آیا تو میں پوچھا

''یار بات سن یہ کہیں شعیب تو اس مقصد کے لئے یہاں نہیں آیا، مجھے ابھی بتا دے اگر بعد میں پتہ چلا تو......''میں نے کہا تو وہ تیزی سے میری بات قطع کرتے ہوئے بولا

''جمال۔!اگر تمہیں مجھ پر یقین ہے، ذرا سا بھی اعتماد ہے تو اسے دشمن مت سمجھنا۔ وہ سمجھو میں ہی ہوں۔ میں اس کا ضامن ہوں۔ میں اسے خود تم تک لایا ہوں۔ کیوں لایا ہوں، یہ میں تمہیں بعد میں تسلی اور تفصیل سے بتاؤں گا۔''

''ٹھیک ہے میں کرتا ہوں جسپال سے بات۔ پھر بتاتا ہوں۔''میں نے کہا اور فون بند کر دیا۔

مجھے ایک دم سے پریشانی ہونے لگی تھی۔ میں جسپال کے ہونے سے بڑا حوصلہ محسوس کر رہا تھا۔ظاہر ہے اگر وہ جائے گا نہیں تو اسے چھپ کر رہنا ہوگا اور وہ غیر قانونی ہو جائے گا، پریشانی بڑھتی چلی جائے گی۔ویزہ ختم ہو جانے والی بات تو ہو سکتی تھی لیکن جرائم والی بات کہاں سے آئی، اس بارے معلوم کرنا بہت ضروری تھا۔

جسپال حویلی میں تھا۔ میں اس کے پاس چلا گیا۔وہ اپنے کمرے میں بیٹھا لیپ ٹاپ میں محو تھا۔ میرے بیٹھتے ہی اس نے لیپ ٹاپ پرے کھسکا دیا اور میرے چہرے پر دیکھ کر بولا

''خیر ہے، بڑے سنجیدہ دکھائی دے رہے ہو، کہیں تائی نے شادی کی فرمائش تو نہیں کر دی؟''

میں نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے رندھاوے کی اطلاع بارے بتا دیا تو وہ بھی ایک دم سے سنجیدہ ہو گیا۔ پھر دھیرے سے بولا

'' میری آج ہی جسمیندر سے بات ہوئی ہے۔ اس نے بھی مجھے بتایا ہے۔دراصل 'را' والوں نے میری اس وقت سے نگرانی شروع کر دی تھی، جب میں بھارت میں تھا۔ میں کینیڈا گیا اور وہاں سے فوراً ہی یہاں آ گیا۔ میں اس دوران ان کی نگاہوں سے اوجھل رہا ہوں۔ ایک تو کیس ختم کر دینے سے میں فوراً ہی ان کی نظروں میں نہیں آیا تھا، دوسرا میں یہاں رہا ہی نہیں تھا لاہور ہی سے سندھ چلا گیا تھا۔ میں جب یہاں آیا تو ان کی نگاہوں میں آ گیا کہ وہی جسپال ہوں۔''اس نے تفصیل بتائی تو میں نے پوچھا

''کیا اس نے یہ بات بتائی ہے کہ تمہارے خلاف کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟''

''صرف شک ہے، اور وہ بھی 'را' نے پیدا کیا، یہاں شاہنواز جیسے ان کے کارندے تو ہیں ہی۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تو پھر کیا خیال ہے؟'' میں نے پوچھا

''جیسے تم کہو، ویسے میں آج ہی اسلام آباد نکلنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ ویزہ بڑھ جائے گا۔ یہ میلہ تو بھگتا لیں۔ پھر دیکھا جائے گا، ویسے بھی ویزہ ختم ہونے میں چار دن باقی ہیں ابھی۔''

''یہ جسمیندر کیا چیز ہے، اس کی اتنی رسائی ہے کہ ہر معاملے کی خبر دے دیتا ہے، ایسا کیسے؟'' میں نے پوچھا تو وہ ہنستے ہوئے بولا

''یار لوگ روہی جیسے ویرانے میں بیٹھ کر نیٹ ورک چلا رہے ہیں، وہ تو پھر کینیڈا میں ہے۔ دولت اور طاقت کے ساتھ اگر عقل بھی استعمال کر لی جائے تو ممکن ہے۔ وہ میدان کا آدمی نہیں ہے لیکن پس پردہ وہ اپنا کھیل اس طرح کھیل رہا ہے کہ ہر جگہ اس نے اپنے مہرے جما دیئے ہوئے ہیں۔ میں جانتا ہوں ہوں وہ خود کسی کے کھیل کا مہرہ ہے۔'' اس نے گہری سنجیدگی سے کہا

''دیکھو جسپال۔! اگر آرام سے ویزہ بڑھ جائے تو ٹھیک ورنہ غیر قانونی کام مت کرنا۔ اب تم نظروں میں ہو۔ ممکن ہے تم پر 'را' کا ٹھپہ لگا دیں۔ بہت احتیاط کرنا، ورنہ یہاں سے نکلنا بہت مشکل ہو جائے گا۔'' میں نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تو اس نے سر ہلا دیا۔ تبھی میں نے کہا، ''ویسے میرا تو خیال ہے تم چپ چاپ نکل جاؤ کینیڈا، میں دیکھ لوں گا سب۔ کیونکہ تمہیں بھارت بھی جانا ہے تمہیں وہاں مشکل نہ ہو جائے۔''

''کیا میں روہی سے رابطہ کر کے پوچھ لوں؟'' اس نے میری طرف دیکھ کر پوچھا تو میں نے کہا

''نہیں، تم نکل جاؤ۔'' میں نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو اس نے کاندھے ڈھیلے چھوڑ دیئے۔ وہ کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا پھر بولا

''ٹھیک ہے۔ میرے کاغذات لاہور میں ہیں، میں آج ہی نکل جاتا ہوں۔''

یہ کہہ کر وہ اٹھا اور میرے گلے لگ گیا۔

☆.....☆.....☆

شام ہو رہی تھی۔ جسپال چلا گیا تھا۔ چھاکا اس کے ساتھ گیا تھا۔ انہیں گاؤں سے نکلے کافی وقت ہو گیا تھا۔ میرا دل نہیں لگ رہا تھا۔ وہ رات جس میں ہم نے اپنا ماضی دیکھا تھا، اس نے جسپال میں ایک الوہی پیدا کر دیا تھا۔ وہ میدان جس نے سوہنی کو ملایا اور پھر جسپال کو۔ میں چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا اور پھر بائیک لے کر نکل گیا۔ میں اس میدان میں کچھ وقت گزارنا چاہتا تھا۔ شاید تنہائی میں جسپال کی یاد کروں تو مجھے سکون مل جائے۔

میں مسافر شاہ کے تھڑے تک جا پہنچا۔ جب میں نے بائیک کھڑی کی، اس وقت مجھے درخت تلے ایک بوڑھا آدمی بیٹھا دکھائی دیا۔ اس کے لمبے سفید بال تھے، اسی طرح سفید ریش، چمکتا ہوا چہرہ۔ مجھے یوں لگا جیسے میں نے اسے پہلے بھی کہیں دیکھا ہو۔ لیکن کہاں مجھے یہ سمجھ نہیں آئی۔ وہ کوئی مسافر ہو سکتا تھا جو ستانے کے لئے یہاں بیٹھا ہو، مگر یہ وقت نہیں تھا ستانے کا۔ اس وقت تو مسافر اپنی منزل کی طرف رواں ہوتے ہیں کہ کسی ٹھکانے پر پہنچ جائیں۔ یہ ویرانہ تو کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ پر مجھے کیا، مجھے تو کہیں تنہائی میں بیٹھنا تھا، شاید یہ بھی ایسے ہی سکون اور تنہائی کے لئے یہاں بیٹھا ہو۔ یہی سوچ کر میں نے بزرگ خیال کرتے ہوئے اسے دور ہی سے سلام کیا۔ تو وہ مسکراتے ہوئے اونچی آواز میں بولا

''آ جاؤ آ جاؤ، میں تیرے ہی انتظار میں ہوں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

اس کے یوں کہنے پر میں نے چونک کر دیکھا۔ وہ چمکتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ مجھے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر دھیمی سی مسکراہٹ تھی۔ میرے لئے اب یہ انہونے واقعات نہیں رہے تھے۔ میں اس کے قریب چلا گیا اور دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کر کے اس کے پاس بیٹھ گیا۔

''کیوں پریشان ہو تم، ہر کوئی سدا ساتھ تو نہیں رہتا، اور پھر جو ہونا ہے وہ کر ہی رہتا ہے۔'' اس درویش نے دھیمے مگر پرسکون لہجے میں کہا

''پریشانی تو ہوتی ہے، جب دشمن قوتیں چڑھ آئیں۔'' میں اس کی طرف دیکھ کر کہا

''خوف اور پریشانی دو مختلف چیزیں ہے نوجوان، اور پھر تم کیا سمجھتے ہو، جہاں جہاں بھی حق اپنا ظہور کرتا ہے، وہیں پر باطل آموجود ہوتا ہے۔ حق اور باطل کی یہ کشمکش تو ظہور آدم سے ہو گئی تھی، یہ کوئی نئی اور انوکھی بات تو نہیں ہے، کیا تم نہیں جانتے ابلیس کب بنا؟''

''میرے خیال میں تو وہ آدم سے پہلے کا تھا۔'' میں نے اپنے علم کے مطابق بتایا تو وہ بولے

''بیشک اس کا وجود پہلے ہی سے ہوگا، لیکن اس وقت وہ عزازیل تھا، بحث اس سے نہیں کہ وہ کیا کرتا تھا اور کتنا مقرب تھا، جیسے ہی ظہورِ آدم ہوا اور اس نے رب تعالی کی نافرمانی کی تو ابلیس بن گیا۔ یعنی ابلیس اور ابلیست کا ظہور اس وقت ہوا جب آدم کا وجود اس کائنات میں سامنے آیا۔''

''جی، تب سے شیطان پوری قوت سے انسان کو بھٹکا رہا ہے اور.....'' میں نے کہنا چاہا تو میری بات کاٹ کر بولا

''تجھے کس نے کہا کہ شیطان کوئی قوت رکھتا ہے، شیطان کی اپنی کوئی قوت نہیں ہے نوجوان۔ یہ سمجھ لو۔''

''تو پھر وہ کیسے بھٹکا رہا ہے؟'' میں نے پوچھا

''تم مجھے ایک بات بتا، یہ نیکی اور برائی، خیر اور شر، انسانیت اور شیطانیت، ان سب کا ظہور کہاں سے ہو رہا ہے، وہ کون سی جگہ ہے جہاں سے ان کا ظہور ہوتا ہے اور ہم سمجھ سکتے ہیں یہ خیر ہے یا شر، انسانیت ہے یا شیطانیت؟'' اس نے میری چہرے پر دیکھ کر پوچھا تو ایک دم سے میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا، میں سر سراتے ہوئے اتنا ہی کہہ سکا

''میرے خیال میں یہ انسان کا وجود ہی ہے، جس سے یہ سب ظاہر ہو رہا ہے۔''

''مطلب انسان کا وجود انسانیت کو ظاہر کر رہا ہے، اور وہیں سے شیطانیت بھی سامنے آ رہی ہے۔ تو ایسا کیوں ہے؟ شیطان کا کوئی ہرکارہ یا خود شیطان کبھی سامنے آیا ہو؟ تو پھر شیطانیت انسان کے وجود سے ظہور کیوں ہوتی ہے؟''

''یہ آپ ہی بتائیں؟'' میں نے سمجھنا چاہا تو وہ بولے

''رب تعالی نے انسان کو احسن تقویم پر پیدا کر دیا۔ اب اسفل السافلین کیسے ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خود انسان ہی شیطان کو طاقت دے رہا ہے۔ شیطان کی اپنی کوئی طاقت نہیں ہے۔ انسان اسے اپنے وجود میں راہ دیتا ہے تو ہی شیطان کو اپنے ظہور کا موقعہ ملتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ابلیس کو رب تعالی نے مہلت دی ہے تو انسان کو کتنی بڑی قوت سے نوازا ہے کہ وہ اس پر قابو پا سکتا ہے۔ انسان کے پاس تو طاقت ہے، انسان اسی وقت شیطان سے ڈرتا ہے، جب اسے اپنی طاقت کا ادراک نہیں ہوتا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''انسان کو اپنی طاقت کا ادراک کیسے ہو؟'' میں نے پوچھا تو وہ مسکراتے ہوئے بولے

''جب تم اپنے آپ سے غافل ہو جاؤ گے تبھی شیطانیت کے آلہ کار بنو گے، تبھی وہ تمہارے وجود سے راہ پائے گا۔ تم شیطان کو اپنے وجود سے نکال باہر پھینکنے اور اسے روک دینے کی طاقت رکھتے ہو، قوت ہے نا تو ہی ایسا کر سکتے ہو۔ ہمارے اندر جو رب تعالیٰ نے انسان اور انسانیت رکھ دی ہے اسے کوئی نہیں چھین سکتا اور نہ کوئی نکال سکتا ہے۔ اصل میں یہ ہماری غفلت ہے جس نے ہمیں ہی اپنے آپ سے اوجھل کر رکھا ہے۔ جس کی نگاہ اپنے آپ پر ہوتی ہے، جو اپنے آپ کو سمجھتا ہے، شیطان تو اس کے قریب بھی نہیں پھٹکتا، کیونکہ وہیں پر شیطان نے قابو میں آ جانا ہے، یہ شیطان کو بھی معلوم ہے۔''

''اپنے آپ پر نگاہ کیسے؟ یہ کیسے ممکن ہے؟'' میں نے پوچھا تو وہ مسکراتے ہوئے بولے

''عجیب بات ہے نوجوان۔! تم اپنے گھر کی حفاظت نہیں کرتے، اس پر نگاہ نہیں رکھتے ہو، تمہارا وجود جس میں سب کچھ ہے، جو تمہاری اصل ہے، جو احسن تقویم پر ہے، اتنی گراں مایہ ہستی کو نہیں دیکھو گے؟'' یہ کہہ کر وہ لمحہ بھر کے لئے رکے اور پھر بولے،'' یہ نگاہ ہی تعین کرتی ہے کہ یہ نیکی ہے یا برائی۔ دیکھو، دنیا میں عورت کا وجود ہے، جب ہم عورت پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہماری نگاہ ہی اس کے رشتے اور مقام کا تعین کرتی ہے، جیسے نگاہ اٹھتی ہے تو سامنے والی عورت کے ماں ہونے کا تعین کون کرتا ہے، ماں کے لئے ہمارے جذبات اور احساسات کیا ہوں گے؟ پھر نگاہ اٹھتی ہے، بہن ہے، بیٹی ہے، بیوی ہے، ہماری نگاہ سارے رشتوں اور ان کے مقامات کا تعین کرتی ہے۔ ہمارے اندر کی نگاہ کا کوئی تو معیار ہوگا؟ اسی طرح یہ تعین کرنا کہ کیا نیکی ہے اور کیا برائی، جب انسان سے ظہور ہوتی ہے تو انسان ہی اس کا تعین کرتا ہے، اسی معیار سے جو اسے رب تعالیٰ نے دے دیا ہے۔''

'' تو پھر انسان کیوں شیطانیت سے مات کھا رہا ہے، جب شیطان کے پاس طاقت ہی نہیں ہے، انسان تو برائی کی طرف زیادہ مائل ہوتا؟'' میں نے الجھتے ہوئے پوچھا

''جب انسان کی نگاہ اپنی اچھائی والی قوت پر ہوگی، اسے ادراک ہوگا کہ نیکی کی طاقت کتنی عظیم ہے تو شر اس کی نگاہ سے اوجھل ہوگا۔ اس کا تو وجود ہی نہ رہا۔ لیکن جب وہ شر کو نگاہ میں رکھے گا تو گویا وہ شیطانیت کو اپنے وجود میں راہ دے رہا ہے۔ شیطان بھی تو اپنا آپ انسان کے وجود سے ظاہر کرتا ہے۔ تو انسان حق کو اپنے وجود سے ظاہر کیوں نہیں کر سکتا، حق کا تعین اس کی نگاہ ہی کرے گی۔'' انہوں نے نرم لہجے میں سمجھاتے ہوئے کہا

''بزرگو۔! یہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ کیسے؟'' میں نے پھر وہی سوال کر دیا

''میں پوچھتا ہوں کہ شیطان کی فتوحات کیا ہیں؟ یہی کہ وہ انسان سے برائی کروا دیتا ہے؟ اگر انسان ہی اسے مہلت نہ دے؟ اس کے قدموں کی پیروی نہ کرے۔ انسان اپنی قوت ہی شیطان کو استعمال نہ کرنے دے، وہ برائی پر غلبہ پا لے گا، گویا شیطان پر غلبہ پا لیا۔ اچھائی کا نہ ہونا ہی برائی ہے۔ حق نہ ہونا ہی باطل ہے، خیر کا نہ ہونا ہی شر ہے۔ اور یہ حقیقت ازل سے ہے کہ جب حق آ جاتا ہے تو باطل وہاں نہیں رہتا۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان اچھائی کی لذت کو محسوس نہیں کرتا۔ خیر کی لذت سے ناآشنائی اسے غافل رکھتی ہے۔ جو شے انسان اپنے اندر محسوس کرے گا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جس پر اس کی نگاہ ہوگی اسی کی لذت پائے گا۔ جس کے اندر جو شے پڑی ہے، وہ اسی کی لذت محسوس کرے گا۔ انسان جب شیطان کو راستہ دیتا ہے، بے غیرتی اور شر پیدا کر سکتا ہے تو وہ اچھائی، کیوں نہیں کر سکتا جبکہ یہ قوت تو اسے رب تعالی نے دے دی ہوئی ہے کہ وہ اچھائی کرے۔''

''ہم اپنے وجود کے اندر ہی سے شیطان اور شیطانیت پر غلبہ پا سکتے ہیں، یہ انسان کی اپنی دسترس میں ہے۔ انسانی وجود کا عمل اور کردار ہی یہ گواہی دیتا ہے کہ اس اندر کیا ہے انسانیت یا شیطانیت۔'' میں نے سمجھتے ہوئے کہا

''شر پیدا کرنے میں وہ لذت نہیں ہے جو برائی کو روکنے میں ہے۔ یہ زیادہ سرور آگیں ہے۔ آدم کے ساتھ ہی کو شیطان کو سرنگوں کروا دیا، یہ کس نے برقرار رکھنا ہے؟ وہی، جو انسان ہوگا۔ مقام شبیری کی ابتدا تو یہی ہے کہ شیطانیت کو اپنے سامنے سرنگوں کر لیا جائے اور یہی مقصد انسانیت ہے۔ صرف نیکی کی طاقت کو اپنے اندر بڑھا لیا جائے جو رب تعالی کا عطیہ ہے۔'' انہوں نے کہا تو میں نے کچھ پوچھنے کے لئے لب وا کئے ہی تھے کہ وہ ہاتھ کے اشارے سے مجھے روکتے ہوئے بولے'' جاؤ۔! اپنے اندر پریشانی اور خوف کو مت جگہ دو، یہی شیطانی ہتھکنڈے ہیں، وہ خوف کی فضا پیدا کرتا ہے اور انسان کو اپنے آپ سے غافل کر دیتا ہے۔ تو شیطان اور شیطانیت کے مقابلے میں نکل۔ صرف اپنے اندر کی اچھائی پر نگاہ رکھ اور انہیں اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دے۔ جیسے یہ میلہ، اس میں شر کی قوت کو نہتا کر دے، اس کی قوت ہی نہیں رہے گی تو امن رہے گا۔ نیکی والی قوت رکھ، وہ شر کو تمہارے سامنے جھکنے پر مجبور کر دے گی۔ پھر آنا، باتیں تو ہوتی رہیں گی۔ جاؤ اب۔'' انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے مجھے جانے کو کہا تو میں اسی لمحے اٹھ گیا۔ میں نے پلٹ کر بھی نہیں دیکھا۔ بائیک اٹھائی اور وہاں سے نکل آیا۔ واپسی پر میں خود میں ایک نئی طاقت محسوس کر رہا تھا۔

☆.....☆.....☆

رات کا اندھیرا ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ لیکن ہمارے گھر میں اُجالا تھا۔ اماں نے گھر میں رات کے کھانے کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ سارا، اس کا بیٹا مراد، تانی اور سونی کے ساتھ چھا کا بھی موجود تھا۔ اماں نے صحن میں ہی دسترخوان لگا دیا۔ ہم بڑے سکون سے کھانا کھا رہے تھے کہ میرا فون بج اٹھا۔ میں نے فون سننے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو سونی نے روکتے ہوئے کہا

''جمال کھانا تو کھا لو، پھر دیکھ لینا۔''

میں ہاتھ روک لیا۔ مگر فون مسلسل بجنے لگا تو اماں نے کہا

''جمال دیکھ لو نا۔''

میں نے فون اٹھا کر اسکرین دیکھی تو وہ حویلی سے تھا۔ میں کال رسیو کی تو دوسری طرف سے سیکورٹی گارڈز کا انچارج تھا۔ میری آواز سنتے ہی بولا

'' سر آپ فائرنگ کی آواز سن رہے ہوں گے، حویلی پر حملہ ہوا ہے، پتہ نہیں کون لوگ ہیں۔''

''انہیں کچھ دیر روک کر رکھو، میں ابھی آیا۔'' میں نے کہا اور انتہائی تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا'' حویلی پر حملہ ہو گیا ہے، جلدی نکلو۔''

جب تک میں ہتھیار اٹھا کر نکلا، چھا کے کے ساتھ تانی جا کر کار میں بیٹھ چکی تھی۔ اس نے سونی اور سارا کو سختی سے منع کر دیا کہ کچھ بھی ہو

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

باہر نہیں نکلنا۔ چھاکا کسی کو فون کر رہا تھا۔ اسی دوران اس نے تیزی سے کہا،

''تم نکلو، میں آ رہا ہوں۔ ''

میں کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور کار بھگا دی۔ گاؤں سے نکل کر جیسے ہی میں سڑک پر آیا تو تانی نے کہا

''جمال، بہت دھیان سے، ہوسکتا ہے دشمن ہمارے لئے گھات لگائے بیٹھا ہو۔''

''تم ٹھیک کہتی ہو۔'' میں نے سوچتے ہوئے کہا اور کار ایک دم سے اس کچے راستے پر ڈال دی جو حویلی کے پچھلی طرف سے نہر پر جا نکلتی تھی۔ بچپن سے حویلی کا ایک ایک راستہ میں نے سوچا ہوا تھا۔ اچھا خاصا اندھیرا تھا۔ میں نے کار ایک کچھ فاصلے پر روکی اور نکل کر تقریباً بھاگتے ہوئے آگے بڑھا۔ تانی میرے ساتھ تھی۔ وہ مجھ سے ذرا فاصلے پر تھی۔ ایک منٹ سے بھی کم وقت میں ہم حویلی کی چار دیواری تک جا پہنچے۔ چھوٹا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ میں تیزی سے اندر داخل ہوا۔ کافی دور سے فائرنگ کی آواز آ رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ حملہ اتنا بھرپور نہیں تھا یا پھر دشمن کچھ اور ہی چاہتا تھا۔ میں حویلی کے بغلی دروازے سے اندر داخل ہوا تو سامنے چار پانچ گن بردار ملازمین کو یرغمال بنائے کھڑے تھے۔

وہ حویلی میں جس حد تک آ چکے تھے، وہ تو ایک حقیقت تھی۔ لیکن میں فائر کرنے سے پہلے پوری طرح جانچ لینا چاہتا تھا کہ وہ کس حد تک رسائی کر چکے ہیں۔ اچانک مجھے شعیب کا خیال آیا۔ میں نے اسے کال ملائی تو اس نے فوراً کال وصول کر لی

''کہاں ہو تم؟'' میں نے پوچھا

''میں اس وقت حویلی کی دوسری منزل پر ہوں۔'' اس نے تیزی سے بتایا

''صورت حال کیا ہے؟'' میں ے پوچھا

''نچلی منزل تک وہ آ گئے ہیں، دوسری کی طرف وہ بڑھنا چاہتے ہیں لیکن ان کی طرف سے خاموشی چھا گئی ہے، کوئی فائرنگ نہیں ہو رہی ہے۔ نیچے کیا صورت حال ہے، میں نہیں جانتا۔''

''میں نیچے ہوں، انہیں اوپر نہیں آنے دینا، کوشش کرنا کہ ان میں سے لوگ زندہ پکڑے جائیں۔ فکر نہیں کرنا۔'' یہ کہہ کر میں فون بند کر دیا۔ میں نے ملگجی روشنی میں تانی کی طرف دیکھا، اس کے چہرے پر غضب تھا، اس نے سب سن لیا تھا۔ ہم نگاہوں ہی نگاہوں میں پلان ترتیب دے کر خاموشی سے مخالف سمتوں کی جانب بڑھ گئے۔

وہ پانچوں میرے سامنے تھے۔ تین ایک طرف تھے اور دو ایک جانب، انہوں نے ملازمین پر گنیں تانیں ہوئیں تھی۔ اچانک ایک طرف سے فائر ہوا، اسکے ساتھ ہی ایک زمین پر گر کر تڑپنے لگا، اس سے پہلے کہ وہ سمجھتے میں نے تین والی قطار میں سے ایک کو نشانہ بنایا اور فائر کر دیا۔ جب تک وہ فائر کی سمت کا اندازہ کرتے یا بھاگ کر جاتے، دو مزید فائر ہوئے، وہ بھی زمین پر تھے۔ ایک آخری بچا تھا وہ باہر کی جانب بھاگا، اس کے دونوں طرف سے فائر آ لگے۔ ان کے گرتے ہی ملازمین اٹھ گئے۔ میں نے دور ہی سے پوچھا۔

''اندر کتنے لوگ ہیں؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کوئی بھی نہیں ہے۔'' ایک ملازم بولا تو میں نے سامنے آ کر کہا

''سب لوگ ایک کمرے میں چلے جاؤ۔ ایک اوپر جا کر شعیب سے کہے کہ نیچے آ جائے اور انہیں دیکھے، جو زندہ ہے اسے سنبھالے۔'' میں نے تیزی سے کہا، کہنے کے دوران تانی میرے پاس آ گئی۔ اب ہمیں باہر کی جانب دیکھنا تھا۔ میں اور تانی باہر کی جانب نکلے ہی تھے کہ باہر سے زوردار فائرنگ ہونا شروع ہو گئی۔ ایک دو منٹ یہ بھرپور فائرنگ رہی پھر ایک دم سے خاموشی چھا گئی۔ میں محتاط انداز میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ تبھی چھاکے کا فون آ گیا

''کدھر ہو، میدان صاف ہے۔''

''میں گیٹ پر آ رہا ہوں۔'' میں نے کہا اور فون بند کر دیا۔ پھر سوہنی کا نمبر ملا کر اسے محتاط ہو جانے کا کہا، وہ مجھ سے تفصیل پوچھنا چاہتی تھی لیکن وقت نہیں تھا۔ میں گیٹ کے پاس پہنچا تو وہاں چھاکا کئی سارے لوگوں کے ساتھ تھا، اس نے کچھ لوگوں کو زمین پر لٹایا ہوا تھا۔ میں نے جاتے ہی کہا

''چھاکے ان سب کو سنبھالو، میں ابھی آتا ہوں۔'' میں نے کہا اور سامنے کھڑی بائیک پر بیٹھا تو تانی میرے پیچھے آ بیٹھی۔ نجانے کیوں مجھے بے چینی ہو رہی تھی۔ اس حملے کا مقصد مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ جو میں سمجھ رہا تھا وہ بہت بھیانک تھا۔ میں ہوا کی رفتار سے اپنے گاؤں کی طرف جا نکلا۔

میں گلی میں پہنچا تو دھک سے رہ گیا۔ وہی ہوا جو میں نے سوچا تھا۔ گلی میں تین گاڑیاں اور دو موٹر سائیکل کھڑے تھے۔ دو آدمی گیٹ میں گولیاں مار رہے تھے۔ فائرنگ کی آواز سے پورا ماحول خوف سے بھرا ہوا تھا۔

''تانی۔! تم یہیں ٹھہرو، میں اوپر کی گلی سے جاتا ہوں، جیسے ہی موٹر سائیکل کی لائیٹ نظر آئے تم.....'' یہ کہتے ہوئے میں نے اسے دستی بم دے دیا۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا اور بائیک سے نیچے اتر گئی۔ میں اسی وقت واپس مڑا اور برق رفتاری سے بڑھا۔ بلاشبہ وہ سوہنی کو اغواء کرنے کے چکر میں تھے۔ انہوں نے بہت سوچ کر پلان کیا تھا۔ یہ پلان ہمارے درمیان کسی بندے کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا۔ میں گلی کی نکڑ پر پہنچا اور بریک لگا کر جیسے ہی دستی بم کی پن نکالی، گلی میں ایک زبردست دھماکا ہوا، اسی لمحے روشنی ہوئی، میں نے بھی بم پھینک دیا۔ اچانک ہی کئی چیخیں بلند ہوئیں۔ ان میں سے کئی میری طرف بھاگے۔ میرے ہاتھ میں آٹومیٹک پسٹل تھا۔ میں نے تاک کر ان کا نشانہ لینا شروع کر دیا۔ گلی کی دوسری نکڑ پر بھی ایسی ہی فائرنگ تھی۔ اس وقت میں حیران رہ گیا جب میرے گھر کی چھت پر سے فائرنگ ہونے لگی۔ اچانک ہی ایک زوردار دھماکا ہوا، یہ چھت پر سے دستی بم تھا۔ چھت پر بنا کمرہ اسلحے سے بھرا ہوا تھا۔ گلی میں چیخیں، کراہیں اور آہ و زاری تھی۔ میں چند منٹ وہیں کھڑا رہا، پھر اسی طرح اوپر سے گھوم کر وہاں چلا گیا جہاں تانی تھی۔ وہ مجھے دکھائی نہیں دی۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا وہ دیوار کی جڑ کے ساتھ بے حس و حرکت لیٹی ہوئی تھی۔ میں چونک گیا۔ تانی کا اس طرح پڑے ہونا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ میں نے بھاگ کر اسے اٹھایا تو وہ بے ہوشی کی حالت میں تھی۔ اس کی پورا بازو خون سے لت پت تھا، اس نے کاندھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا، جہاں سے خون ابل رہا تھا۔ میرا دماغ اچانک پھر گیا۔ میں نے اس کا پسٹل اٹھایا اور فائر کرنے ہی والا تھا کہ مجھے ایک دم سے خیال آیا۔ یہ میری بے وقوفی تھی۔ مجھے تانی کو بچانا چاہئے تھا۔ میں نے لمحے میں خود پر قابو پایا اور فون نکال کر چھاکے کا نمبر پش کیا۔

''میں گاؤں آ رہا ہوں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''جلدی پہنچ، تانی کو فائر لگا ہے۔'' یہ کہہ کر میں نے فون جیب میں ڈالا اور پسٹل تان لئے۔ سامنے سے فائرنگ ختم ہو چکی تھی۔ شاید وہ لوگ دبک گئے تھے یا پھر بھاگ گئے تھے، اس بارے یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ اچانک چھت پر سے پھر فائرنگ ہوئی مگر نیچے سے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ تبھی مجھے خیال آیا کہ میں سوہنی کو فون کر کے پوچھوں۔ میں نے جلدی سے کال ملائی تو لمحوں میں رابطہ ہو گیا

''میں چھت پر ہوں، میرے ساتھ سارا ہے، اماں اور مراد نیچے ہیں۔''

''ٹھیک ہے میں گلی ہی میں ہوں۔'' یہ کہہ کر میں نے فون بند کر دیا۔ میں نے جان بوجھ کر تانی کے بارے میں اسے نہیں بتایا۔ چھاکا پہنچ گیا تو اس کی کار کی ہیڈ لائیٹس میں گلی سے روشنی ہو گئی۔ اس کے ساتھ کافی لوگ تھے جو یکے بعد دیگرے اپنی اپنی گاڑیوں میں وہاں پہنچ گئے۔ گلی روشن ہو گئی تھی۔ مجھے کوئی بندہ کہیں بھی دکھائی نہیں دیا۔ اگر کوئی تھا تو وہ چھپا ہوا ہو سکتا تھا۔ چھاکے نے تانی کو کار میں ڈالا اور مجھے وہیں رکنے کا کہہ کر نکل گیا۔ کچھ اس کے ساتھ چلے گئے اور باقی وہیں ٹھہر گئے۔

''جو کوئی بھی ہے اسلحہ پھینک کر باہر آ جائے، ورنہ دیکھتے ہی گولی مار دوں گا۔'' میں نے اونچی آواز میں کہا تو چند لمحے تک کوئی حرکت نہ ہوئی، پھر ایک کار کی سائیڈ سے آدمی نکلا۔ اس نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ زخمی تھا۔ وہ قریب آیا تو اسے لوگوں نے اسے سنبھال لیا۔ اگلی چند منٹ تک کوئی دکھائی نہ دیا تو میں آگے بڑھا۔ میرے ساتھ دو نوجوان تھے۔ اچانک ایک کار کے پیچھے سے ایک بندے نے فائر کرنا چاہا، وہ فائر تو نہ کر سکا، اس سے پہلے ہی تین فائر اسے لگ گئے۔ وہ ڈکارتا ہوا زمین پر تڑپنے لگا۔ میرے سامنے کئی بے حس و حرکت لوگ پڑے ہوئے تھے، جن کا مجھے افسوس تھا۔ وہ ان لوگوں کی حفاظت کر رہے تھے، جو انسان کہلانے کے حق دار ہی نہیں تھے۔ پوری گلی میں پھر لیا۔ کائی خطرہ نہ رہا تو میں نے سوہنی کو فون کر کے باہر آ جانے کو کہا۔ اگلے چند منٹ میں وہ چاروں باہر آئے، باہر کا منظر بڑا بھیانک تھا۔ وہ فوراً ہی حویلی کے لیئے نکل گئے۔ میں اس زخمی کے پاس گیا اور اس سے پوچھا

''کس نے بھیجا ہے تم لوگوں کو؟''

''شاہ زیب نے، ہم اس کے ساتھ ہی آئے ہیں۔'' اس نے کراہتے ہوئے کہا تو میں نے پوچھا

''اس کا فون نمبر بول، میں اس سے پوچھ لوں کہ وہ تیرا علاج کروائے گا یا میں کروں۔''

''میں مر جاؤں گا، مجھے بچا لو، جو کہو گے کروں گا۔'' اس نے منت بھرے انداز میں کہا تو میں نے اپنا سوال دھرا دیا تو اس نے نمبر بتا دیا۔ میں نے شاہ زیب نے نمبر ملائے۔ چند لمحے بعد رابطہ ہو گیا۔ اس نے ہیلو کہا تو میں نے آواز پہچانتے ہوئے کہا

''تجھے پتہ تو چل ہی گیا ہو گا کہ تیرے سارے بندے یا مارے گئے ہیں، یا میرے قبضے میں ہیں۔ اب یہ مت کہنا کہ تم نے تو بندے بھیجے ہی نہیں تھے۔''

''یہ تو شروعات ہیں پیارے، میلے تک دیکھ تیرے ساتھ ہوتا کیا ہے۔ تو اس قابل ہی نہیں رہے گا کہ میلے میں جا سکے، ورنہ وہیں تجھے ختم کروں گا، میں جانتا تھا کہ تو ایسے ہی کسی حملے کی تیاری میں ہو گا، مگر کب تک؟ کب تک ایسے حملوں سے بچتا رہے گا۔'' اس نے نفرت سے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''جب تک میرے ربّ سائیں نے چاہا، مجھے کوئی نہیں مار سکتا۔ باقی رہی بات حملوں کی تو یہ مجھے بھی کرنا آتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ میں خود آتا ہوں، اور تو چوہے کی طرح چھپ جاتا ہے۔ اب تم نے پہل کر لی ہے، انتظار کر میں تم تک کب پہنچتا ہوں۔'' میں نے اس کی دھمکی کا جواب دیتے ہوئے کہا تو وہ غصے میں بولا

''اگر مرد ہے تو ابھی آجا۔''

''کسی میدان میں آؤں؟ یا اس بل میں جہاں تم چھپے بیٹھے ہو۔ ابھی تم اپنے بندے سمیٹ کر لے جاؤ، یقین کرو میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔'' میں نے انتہائی طنز سے کہا تو ایک دم سے فون بند ہو گیا۔ میں نے زخمی بندے کی جانب دیکھا، اسے ہسپتال پہنچانے کا کہہ کر حویلی کی جانب چل دیا۔

میں راستے میں چھاکے سے پوچھا، وہ ہسپتال پہنچ چکا تھا۔ تانی کے کاندھے، ران اور پنڈلی میں گولیاں لگی تھیں۔ اس وقت وہ بے ہوش تھی۔ ابتدائی طبی امداد دے دی گئی تھی اور وہ اسے ضلعی ہسپتال لے کر جانے کی تیاری کر رہا تھا۔

حویلی میں رندھاوا پہنچ چکا تھا۔ اس نے لاشیں قبضے میں لے لیں اور زخمیوں کو ہسپتال پہنچا دیا۔ اس وقت میں جسپال کی کمی شدت سے محسوس کر رہا تھا۔

☆.....☆.....☆

صبح کا سورج طلوع ہوا تو پورے علاقے میں خوف و ہراس پھیل چکا تھا۔ عام تاثر یہی تھا کہ اب نجانے کیا ہوگا؟ دوسری طرف افواہوں نے سر اٹھا لیا تھا۔ ہر کوئی اپنے دل کی بھڑاس نکال رہا تھا۔ ظلم اور احسان، جب بھی اور جہاں بھی کیا گیا تھا، اس کی بازگشت سنائی دے رہی تھی۔ میں حویلی میں تھا، جبکہ اماں اور سارا ضلعی ہسپتال چلے گئے تھے۔ تانی ابھی تک ہوش میں نہیں آئی تھی، ڈاکٹرز نے یہی کہا تھا کہ اسکے ہوش میں آنے کے بعد ہی کچھ حتمی بتا سکتے ہیں۔ اس کے لئے میں اپنے دل میں بہت درد محسوس کر رہا تھا۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ میں اڑ کر اس کے پاس جا پہنچوں۔ فطری سی بات ہے کہ اسے اپنی آنکھوں سے دیکھتا تو مطمئن ہو جاتا۔ لیکن اس وقت میں یہاں رہنا بہت ضروری تھا۔ چھاکا اس وقت تانی کے پاس تھا اور جسپال چلا گیا تھا۔ رات گئے اس نے مجھ سے رابطہ کیا تھا، جب وہ فلائیٹ کے لئے ڈیپارچر لاؤنج میں تھا۔ میں نے اسے یہاں کے بارے میں بالکل نہیں بتایا تھا۔ اس کے بعد میرا اس سے کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا۔ نور نگر اور علاقے بھر سے بہت سارے لوگ ہماری حفاظت کے لئے آ گئے تھے۔ جو حویلی کے اردگرد اور گاؤں میں موجود تھے۔ میں نے شعیب کے ذمے لگا دیا کہ انہیں سنبھالے، خواہ مخواہ کوئی ہنگامہ کھڑا نہ کر دیں۔ ان میں کوئی سازشی بھی ہو سکتے ہیں۔ رندھاوے سے میری بات ہو چکی تھی۔ ان کے آٹھ آدمی مارے گئے تھے۔ دو شدید زخمی تھے جن کی حالت نازک تھی اور ایک خطرے سے باہر تھا۔ صرف ایک آدمی صحیح سلامت تھا۔ یہ وہی تھا جس نے اپنا آپ میرے حوالے کیا تھا۔ وہ بیان دے چکا تھا کہ وہ شاہ زیب کے لئے کام کرتا ہے اسی نے یہ حملہ کروایا ہے۔ جبکہ شاہ زیب اس واقعہ کا سرے سے انکار کر دیا تھا اور الزام لگایا کہ یہ مجھے پھنسانے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ میں نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔ میں کچھ اور ہی سوچ رہا تھا۔ میں نے میلے کے سارے منتظمین کو اپنے پاس بلا لیا تھا۔

دوپہر سے تھوڑی دیر پہلے وہ میرے پاس آ گئے۔ میں نے ایک کمرے میں انہیں احترام سے بٹھایا۔ چائے آ جانے تک ان کے ساتھ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

رات والے واقعے پر بات کرتا رہا۔ تبھی ان میں سے ایک نے کہا

''جی بیٹا، ہمیں کیوں بلایا، کوئی خاص بات؟''

''خاص ہی نہیں، بہت اہم بھی ہے۔ کیا آپ سب نہیں سمجھتے کہ اس موقع پر مجھے آپ سے بات کر لینا چاہئے۔'' میں نے صاف لفظوں میں کہا، کیونکہ اب میں ان سے کھل کر بات کر لینا چاہتا تھا۔

''کیسی بات بیٹا؟'' اسی نے پوچھا تو میں نے کہا

''آپ سب میرے لئے بہت محترم ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کسی دوسرے کی باتوں میں آ کر مجھے نشانہ بنانے کی کوشش کریں۔'' میں نے کہا تو دوسرے نے پوچھا

''تم کھل کر بات کیوں نہیں کرتے ہو۔''

''تو پھر مجھے آپ سب جواب دیں کہ میلے کے بارے میں مجھ سے گارنٹی لینے کا مطلب کیا تھا، کس کے کہنے آپ نے مجھے کہا؟ یہ سازش بے نقاب ہو چکی ہے کہ میلے میں کس نے شرڈالنا ہے۔ میں جانتا ہوں، آپ سے صرف تصدیق چاہتا ہوں۔'' میں نے کافی حد تک سخت لہجے میں کہا تو ان ایک دم سے ان کے چہرے بدل گئے۔

''یہ تم الزام لگا رہے ہو ہم پر۔''

''میں الزام نہیں حقیقت بیان کر رہا ہوں، آپ میری بات سے انکار کریں، میں ثبوت دے دوں گا۔'' میں نے پورے اعتماد سے کہا تو ان میں سے ایک بولا

''کہاں ہے ثبوت؟''

''یہ ایسے تھوڑی دے دوں گا، میں پورے علاقے کے معززین کو جمع کر کے دوں گا تاکہ وہ آپ سب لوگوں کے بارے میں جان سکیں کہ آپ کس کے آلہ کار ہیں، ذرا سا ثبوت تو اس وقت بھی دے سکتا ہوں۔'' یہ کہہ کر سیل فون نکالا اور رات شاہ زیب سے ہوئی بات کی ریکارڈ کال چلا دی۔

''یہ تیری اور اس کی دشمنی ہے، اس کا میلے سے کیا تعلق؟'' ایک نے تیزی سے کہا تو دوسرے نے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا

''یہ سچ ہے جمال، ہم وقاص کی باتوں میں آ گئے تھے۔ اس نے ہمیں مجبور کر دیا تھا کہ میلہ کروائیں اور اس میں وہ تمہیں اپنا ٹارگٹ بنائے۔ اب اگر ہم ہٹ دھرمی کریں گے تو مزید ذلیل ہوں گے۔ میں تو یہ سوچ کر کانپ جاتا ہوں کہ تم لوگوں کی لڑائی میں کتنے بے گناہ مارے جا سکتے ہیں۔ نہیں میں باز آیا۔'' اس کے یوں کہنے پر باقی خاموش ہو گئے۔ میں چند لمحے ان کی طرف سے کسی بات کا انتظار کرتا رہا، پھر بولا

''اب یہ فیصلہ آپ لوگوں نے کرنا ہے۔ بلاشبہ اس میلے میں لڑائی ہو گی اور لازمی بات ہے کہ بے گناہ بھی مارے جا سکتے ہیں۔ میں تیار ہوں۔ اور اب آپ نے میلہ کروانا ہے۔ جائیں جا کر انہیں بتا دیں، دیکھتے ہیں کہ میلے میں پہنچتا کون ہے۔'' میں نے حتمی اور سخت لہجے میں کہا تو وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

خاموش ہوگئے۔ انہوں نے اس موضوع پر کوئی بات نہیں کی۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور اسی خاموشی سے اٹھ کر چلے گئے۔

شام تک تانی کو ہوش آ گیا۔ ڈاکٹرز نے مثبت ردعمل کا اظہار کیا تو مجھے کافی سکون ملا۔ چھاکے نے مجھے پوری تفصیل بتا دی تو اطمینان ہوا۔ اماں اور سوہنی کی وجہ سے وہ بہت مطمئن تھی۔ رات گئے جسپال کا کینیڈا سے فون آ گیا۔ وہ بہت غصے میں تھا۔ اس کا یہی کہنا تھا کہ اسے بھیجنے کی سازش ہی اسی لئے کی گئی تھی کہ وہ حملہ کریں۔ میں نے بڑی مشکل سے اسے مطمئن کیا۔ اس کی فون کال سن کر میں خود سوچ میں پڑ گیا۔ مجھے فیصلہ کرنا تھا کہ اب مجھے خود بڑھ کر ان پر حملہ کر دینا چاہئے یا صرف اپنا دفاع ہی کروں؟ اس وقت میری طاقت بکھر گئی تھی۔ اور مجھے پورا یقین تھا کہ اس بارے میرے دشمنوں کو ضرور خبر ہوگی۔ ایک سوال میں اب تک نظر انداز کرتا چلا جا رہا تھا کہ وہ کون تھا جسے یہ معلوم تھا کہ کل رات ہم سب حویلی میں نہیں تھے؟ میں اگر پوچھ کچھ کرتا تو یہ بات ان سب کو الرٹ کر سکتی تھی، جو بہر حال میرے لئے نقصان دہ تھی۔ نجانے کیوں میرا شک شعیب کی طرف جاتا تھا۔ لیکن دل نہیں مان رہا تھا۔ دوسری جانب ان کے ہاں میرا ایسا کوئی بندہ نہیں تھا جو ان کے بارے مجھے کوئی معلومات دے سکے۔ میں ایک طرح سے حصار میں آ گیا تھا، جیسے کوئی کسی کو باندھ کے رکھ دے۔ یہی کیفیت مجھے بے چین کر رہی تھی۔ میں جانتا تھا کہ سازشی ایسا ہی کرتے ہیں، دشمن کو زیر کرنے سے پہلے اس کی طاقت کو توڑتے ہیں۔

میں حویلی کے ڈرائنگ روم میں بیٹھا مسلسل یہی سوچتا چلا جا رہا تھا کہ دروازے میں شعیب نمودار ہوا۔ وہ یوں کھڑا تھا جیسے اندر آنے کی اجازت چاہ رہا ہو۔

''آؤ شعیب۔! اتنی رات ہوگئی ہے، تم ابھی تک سوئے نہیں۔'' میں نے پوچھا تو وہ میرے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا

''سر۔! کیا یہ ایسے حالات ہیں کہ مجھے سو جانا چاہئے؟''

''حالات تو ایسے نہیں ہیں لیکن......'' میں نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ دی، اب میں اسے کیا کہتا۔ میرے خاموش ہو جانے پر اس نے کہا

''سر اگر آپ اجازت دیں تو میں شاہنواز کے ڈیرے پر کوئی تھوڑی بہت ہلچل مچا دوں؟''

''کیا مطلب؟'' میں ے چونکتے ہوئے پوچھا

''مطلب، انہیں بتا دیا جائے کہ ہم کمزور نہیں ہیں۔'' اس نے بے خوفی سے کہا تو میں نے محتاط لہجے میں پوچھا

'' شعیب جو تم کہہ رہے ہو، وہ سمجھ بھی رہی ہو، اور کیا یہ تمہاری آفیشل ڈیوٹی ہوگی یا تم یہاں کے حالات دیکھ کر تم ایسا چاہ رہے ہو؟''

میرے پوچھنے پر اس نے چند لمحے سوچا اور بولا

''سر۔! ہمیں موقع ہی نہیں ملا کہ میں آپ کو تفصیل سے اپنی یہاں موجودگی بارے بتا سکوں۔ پہلے میں آپ کو وہ بتاتا ہوں، پھر میرا خیال ہے میں آپ کو اپنی بات سمجھا سکوں گا۔''

'' بولو۔!'' میں نے دلچسپی سے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''سر۔! یہ جو شاہنواز ہے نا، میرے باپ کا قاتل ہے۔'' یہ اس نے بہت مشکل سے کہا تھا، پھر چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بولا ''میں اس وقت بہت چھوٹا تھا۔ یہاں حالات بہت مشکل ہو گئے تھے تو میری ماں واپس اپنے میکے چکوال چلی گئی۔ میں وہیں پلا بڑھا۔ میرے اندر اسی طرح آج بھی انتقام بھرا ہوا ہے، اسی کی وجہ سے میں بھرتی ہوا۔ میں یہاں کے حالات بارے جانتا تھا۔ شاید آپ نے مجھے نہیں دیکھا، جس وقت شاہنواز کے ڈیرے پر ایکشن ہوا، میں آپ کے ساتھ تھا، میں آپ کے کور پر تھا۔''

''اوہ۔! تو وہ تم تھے؟'' میں نے بے ساختہ کہا اور اس کے چہرے پر دیکھا تو مجھے یاد آ گیا کہ میں نے اسے کہاں دیکھا ہوا ہے۔ تبھی وہ بولا

''جی میں ہی تھا۔ وہاں پہلا فائر میں نے کیا تھا۔ مجھے یہ امید تھی کہ میں شاہنواز کو وہیں ختم کر لوں گا، مگر ایسا نہ ہو سکا، وہ پکڑا گیا، کوئی ثبوت اس لئے نہیں ملا کہ وہ سیاسی بیک گراؤنڈ رکھتا ہے۔ یہاں سے اطلاعات آتی رہیں کہ وہ علاقے پر وہی دبدبہ چاہتا ہے، خفیہ طاقتیں اس کی مدد کو آن پہنچیں ہیں۔ اسی لئے ہمارا نیٹ ورک حرکت میں آ گیا۔ میں نے اپنے آفیسر کے ساتھ مل کر ایک پورا پلان ترتیب دیا ہے۔ اس میں میرا اپنا ذاتی انتقام بھی شامل ہے، جو مجھے یہاں لے کر آیا ہے۔ میرا کسی پر احسان نہیں ہے، بلکہ میں آپ کا احسان مند ہوں کہ آپ کے سہارے میں کامیابی حاصل کر پاؤں گا۔ اس لئے یہاں آپ کے علم میں لائے بغیر میں کچھ نہیں کروں گا۔''

''ٹھیک ہے، لیکن اس بھی پہلے ایک اہم سوال یہ ہے کہ یہاں سے کس نے اُدھر اطلاع دی ہوگی کہ ہم سب.....'' میں نے کہنا چاہا تو وہ بولا

''وہ میں نے پکڑ لیا ہے اور اس وقت میرے قبضے میں ہے۔ ایک معمولی سیکورٹی گارڈ تھا یہاں، میں اسی پر ہی کھیل کھیلنے جا رہا ہوں، اگر آپ اجازت دیں تو؟''

''بہت بڑا کام کیا ہے تو نے؟'' میں ایک دم سے خوش ہو گیا تو وہ تیزی سے بولا

''یہ حملہ بغیر کسی پلان کے عجلت میں تھا۔ انہیں شام کے وقت خبر ملی اور انہوں نے چڑھائی کر دی۔ اگر حملہ کسی پلان کے تحت ہوتا تو اب تک وہ حویلی پر قبضہ کر چکے ہوتے یا سونی بی بی اغواء ہو چکی ہوتی۔''

''تمہاری بات سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن یہ سب تمہیں کیسے پتہ چلا؟'' میں نے پوچھا

''اگر ان کے دو آدمی یہاں ہیں تو ہمارے تین بندے وہاں پر ہیں۔ اور وہ آفیشل ڈیوٹی پر ہیں۔ میں نے بہر حال سیکورٹی کا ایک نیا پلان بنا لیا ہے، وہ میں آ کر بتاتا ہوں پہلے میں.....''

خیر اب تم کیا کھیل کھیلنے جا رہے ہو؟'' میں نے پوچھا تو وہ بولا

''اس وقت شاہنواز اپنے گھر ہے، شاہ زیب اور ملک سجاد اس کے ڈیرے پر ہیں۔ میں اسی مخبر کے ذریعے انہیں پیغام دوں کہ آپ یہاں سے نکل کر جا رہے ہیں، تانی کی طبیعت بہت خراب ہو گئی ہے۔ حویلی خالی ہے، ملازمین ڈر کی وجہ سے بھاگ گئے ہوئے ہیں۔ پھر وہ جو ردعمل کریں گے، میں اسی کے مطابق اپنا کام کروں گا۔''

''مجھے صرف یہ کرنا ہے کہ عجلت میں گاڑی لے کر نکل جاؤں؟'' میں نے محتاط انداز میں پوچھا تو اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''جی سر۔ اتا کہ جو باہر مخبر بیٹھا ہے وہ بھی انہیں اس اطلاع کی تصدیق کر دے۔''

''او کے میں نکلتا ہوں۔'' میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ میں اسی وقت اٹھ گیا۔ میں یہ رسک لینا چاہتا تھا۔ مجھے یہ یقین تو تھا کہ شاہنواز کے ڈیرے پر ایکشن کے وقت وہ میرے ساتھ تھا۔ باقی جو اس نے کہانی سنائی تھی، مجھے اس پر سو فیصدی یقین نہیں تھا، وہ ایجنٹ ہی کیا جو سیدھی بات کرے۔ میں اس پر پوری طرح اعتماد نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے فون کر کے چھاکے کو اس ساری بات سے آگاہ کیا تو وہ بولا

''جمال، یہ کر گذرو، اس سے رندھاوے کی پوزیشن کا بھی پتہ چل جائے گا کہ کہیں وہ ہمیں ڈبل کراس تو نہیں کر رہا؟ اور اس نے شعیب کو ہمارے سر پر لا بٹھایا ہے، ہمارے بارے میں جاننے کے لئے، اب یہ ضروری ہے۔''

''تو پھر میں نکل رہا ہوں۔'' میں نے کہا تو وہ بولا

''میں تمہیں دوبارہ کال کر کے بتاتا ہوں، تب نکلنا، میں یہاں بھی یہ ڈرامہ کرتا ہوں کہ تانی کی طبیعت بہت خراب ہے۔ ممکن ہے ان کا یہاں بھی کوئی مخبر ہو؟''

''او کے۔'' میں نے کہا اور فون بند کر دیا

رات کے آخری پہر حویلی کے پورچ میں اچھا خاصا ہنگامہ کیا گیا، صرف یہ جتانے کے لئے کہ میں وہاں سے جا رہا ہوں۔ میں اکیلا ہی وہاں سے نکلا تھا۔ گیٹ پر رک کر میں نے سیکورٹی ہیڈ کو ہدایت دی کہ وہ الرٹ رہے اور نکلتا چلا گیا۔ شہر جانے والی سڑک سے ذرا پہلے چھاکے کی طرف سے بھیجے ہوئے چند بندے کھڑے تھے۔ میں بھی انہیں پہچانتا تھا۔ وہ سب میرے ساتھ آ بیٹھے۔ میں نے گاڑی شہر کی طرف بھگا دی۔ کافی آگے جا کر میں گاڑی کچے میں اتاری، وہاں بھیدہ میرے لئے بائیک لے کر کھڑا تھا۔ میں نے اسے دیکھ کر کھڑی کر دی۔

''لو بھئی دوستو۔ تم میں سے صرف ایک میرے ساتھ آ جائے، باقی بھیدے کے ساتھ ڈیرے پر چلے جائیں۔ یا شہر کا ایک چکر لگا آؤ۔ میں آتا ہوں۔''

''نہیں جی، ہم جانتے ہیں کہ آپ کسی مہم پر ہو، ہم آپ کے ساتھ ہی جائیں گے۔''

''نہیں یار، جہاں میں جا رہا ہوں وہاں خاموشی چاہئے، صرف ایک بندہ جو بائیک اچھی طرح چلا لے، بس۔'' میرے یوں کہنے پر ایک لڑکا نیچے آ گیا۔ اس نے بائیک سنبھالا، میں نے پسٹل نیفے میں اڑسا، گن کے ساتھ فاضل میگزین نکالے اور ہم وہاں سے چل دیئے۔ ہمارا رخ شاہنواز کے ڈیرے کی طرف تھا۔ جہاں ہم کھڑے تھے، وہاں سے اس ڈیرے کا فاصلہ کم از کم بیس منٹ کا تھا۔ ہمارا یہ سفر کھیتوں کے درمیان کچی سڑکوں سے ہونا تھا۔ ہم تقریباً پچیس منٹ میں ڈیرے کے پاس پہنچ گئے۔ اس وقت آخرِ شب کے چاند نے اپنا سر نکالا تھا۔

''تم یہیں ٹھہرو، بائیک کے پاس اور ہر طرف سے محتاط رہنا۔'' میں نے کہا اور گن اسے تھما کر قریبی درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ میں نے ڈیرے کی طرف دیکھا۔ وہاں اچھی خاصی ہلچل تھی۔ پھر ایک دم سے گیٹ کھلا اور تین گاڑیاں تیزی سے نکل کر چلتی چلی گئیں۔ کچھ دیر بعد ہی سکون چھا گیا۔ ان میں کون کدھر گیا تھا، میں یہ اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔ میں نے چھاکے کو فون کر کے بتایا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میری گاڑی ان کے پاس......''

''تم کہاں ہو، وہ بتا رہے ہیں کہ تم اکیلے کہیں نکل گئے ہو۔''

''میں شاہنواز کے ڈیرے کے باہر ہوں۔ ''میں نے بتایا تو اس نے دھاڑتے ہوئے کہا

''تم وہاں؟''

''ہاں، میں وہاں ہوں، لیکن میری بات سنو، اپنے ان دوستوں سے کہو کہ وہ کہیں بھی چھپ کر سکون سے بیٹھ جائیں، سڑک پر نہ رہیں۔ ممکن ہے میرے چکر میں......''

''میں سمجھ گیا، لیکن تم وہاں سے نکلو، ہم بعد میں دیکھ لیں گے۔'' اس نے غصے کو دباتے ہوئے کہا تو میں نے فون بند کر کے ''خاموشی'' پر لگا دیا۔

میں تیزی سے سوچ رہا تھا کہ ان گاڑیوں میں کون گیا ہے۔ اگر ان میں شاہ زیب یا ملک سجاد ہیں تو میں ان کے پیچھے جاؤں، وہ اگر نہیں ہیں تو ڈیرے میں ہی کوشش کروں۔ میں بے چین تھا کہ مجھے ان کے بارے میں پتہ چلے۔ میں درخت سے نیچے اتر آیا اور ٹہلنے لگا۔ اچانک مجھے شعیب کا فون آ گیا تو میں نے فون رسیو کیا تو وہ بولا

''کہاں ہو آپ؟''

''میں سڑک پر ایک جگہ کھڑا ہوں، کیوں؟ اور مجھے کب تک باہر رہنا ہوگا؟''

''آپ کہیں ادھر اُدھر ہو جائیں۔ ڈیرے سے پتہ چلا ہے کہ شاہ زیب کافی سارے لوگوں کو لے کر نکلا ہے آپ کے لئے۔ مخبر نے میرے مطابق ہی اطلاع دی ہے۔''

''تم کہاں ہو؟''

''میں شاہنواز کے گھر کے باہر ہوں۔ ڈیرے پر جانے کے لئے وہ کسی وقت بھی نکل سکتا ہے۔ شاہ زیب نے اسے صورت حال بتا کر وہیں بلوایا ہے۔''

''اس کا مطلب ہے ڈیرے پر ملک سجاد ہی ہے؟''

''ممکن ہے ہو یا وہ شاہ زیب کے ساتھ نکل گیا ہو، میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔''

''پتہ کرو، ڈیرے کے اندر کی صورت حال کا پتہ کرو، اگر ملک وہاں نہیں ہے تو شاہنواز نے وہاں کیا کرنے جانا ہے۔'' میں نے کہا ہی تھا کہ وہ تیزی سے بولا

''وہ نکل آیا ہے، بعد میں۔'' یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ میں جھنجھلا کر رہ گیا۔

میرا ڈیرے پر آنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا۔ میں اکیلے اندھا دھند ڈیرے میں گھس بھی جاتا اور وہاں کوئی نہیں ہوتا تو پھر بھی مایوسی ہونا تھی۔ اور پھر یہ ایک بہت بڑا رسک تھا۔ اچانک مجھے خیال آیا، اگر وہ یہاں نہیں ہیں تو ان تین گاڑیوں میں سے کسی ایک میں تو ہوں گے، وہ میرے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

شکار پر نکلے ہیں تو کیوں نا میں ان کا شکار کروں؟ یہ سوچتے ہی میں بائیک کی طرف بڑھا۔لڑکا میرے انتظار میں تھا۔ میں نے اس سے گن پکڑی تو وہ بائیک پر جا بیٹھا۔ میرے بیٹھنے تک اس نے بائیک اسٹارٹ کی۔ میں نے اسے راستہ بتایا، اگلے چند لمحوں میں ہم وہاں سے نکل پڑے۔

واپس پکی سڑک پر آتے ہمیں اتنا ہی وقت لگا۔ میں راستے میں اسے سمجھاتا ہوا آیا کہ کس صورت حال میں کیا کیا جاتا ہے۔وہاں پہنچ کر اس لڑکے نے کہا

''بھائی جی۔میں رابطہ کروں گاڑی والوں سے؟''

''ہاں،انہیں بتاؤ کہ ہم کہاں پر ہیں۔''

وہ لڑکا ان سے رابطہ کرنے لگا۔وہ ہم سے کچھ فاصلے پر ایک ڈیرے پہ ہمارے انتظار میں تھے۔اس نے اپنی پوزیشن بتا کر فوراً آ جانے کو کہا۔

ہم وہیں کھڑے انتظار کرتے ہوئے اس سمت دیکھ رہے تھے،جدھر سے ہماری گاڑی نے آنا تھا۔انہی لحات میں جب کہ ہماری گاڑی کی ہیڈ لائیٹس دکھائی دیں۔مخالف سمت سے تین گاڑیاں آتی ہوئی دکھائی دیں۔میرا دوران خون ایک دم ہی سے تیز ہو گیا۔میں دیکھ رہا تھا۔تینوں گاڑیاں تیزی سے قریب آ رہی تھیں۔میں نے لڑکے کو بائیک پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔وہ بیٹھ گیا اور اس نے بائیک سٹارٹ کر لیا۔میں نے گن سیدھی کر لی۔وہ تینوں گاڑیاں سڑک کے درمیان یوں رک گئیں کہ انہوں نے راستہ روک لیا۔ہماری گاڑی ان سے کچھ فاصلے پر رکی ہی تھی کہ کئی سارے لوگوں نے اسے گھیرے میں لے لیا۔تیز روشنی میں ان سب کی نقل وحرکت دکھائی دے رہی تھی۔درمیان والی گاڑی میں سے پسٹل لئے شاہ زیب نکلا۔میں نے ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں کی،اس کا نشانہ لیا اور فائر کر دیا۔ اسی لمحے لڑکے نے جگہ بدل لی۔میں نے دیکھا شاہ زیب لڑکھڑاتا ہوا سڑک پر گر گیا تھا۔وہاں موجود سبھی لوگ اچانک افتاد پر چونک گئے۔وہ تو سامنے کی گاڑی کو نشانہ بنانے والے تھے،لیکن ایک سائیڈ سے حملہ ہو جائے گا۔یہ کسی نے سوچا بھی نہیں تھا۔میں نے فائرنگ نہیں روکی۔ ہماری گاڑی کی طرف سے بھی فائرنگ ہونے لگی۔پتہ نہیں وہ لوگ کتنے تھے۔لیکن جو میری رینج میں آ جاتا وہ بچتا نہیں تھا۔لمحوں میں سڑک پر لاشیں بکھر گئیں۔اچانک آگے والی گاڑی دھماکے سے پھٹ گئی۔شاید ٹنکی میں کوئی بلٹ جا گھسی تھی۔اسی وقت پچھلی گاڑی مڑی اور پھر وہ بھاگتی چلی گئی۔کچھ دیر ہی میں سکون ہو گیا۔میں اپنی گاڑی تک گیا،وہاں سے ٹارچ لی اور دور ہی سے دیکھنے لگا کہ شاہ زیب ہے بھی یا اسے اٹھا کر لے گئے ہیں۔ وہ ایک طرف پڑا تھا۔میں نے دو لڑکوں کو اپنے کور پر لیا اور اس کی جانب بڑھا۔باقی لوگوں کو پھیلا دیا تھا کہ اگر کوئی دبکا پڑا ہے تو اسے پکڑ لیا جائے۔

میں شاہ زیب کے پاس پہنچ گیا تھا۔وہ بہت مشکل سے سانس لے رہا تھا۔اس کے سینے پر گولی لگی تھی۔میں نے اسے جھنجھوڑا تو اس نے آنکھیں کھولیں،میری طرف دیکھ کر اس کے چہرے پر نفرت پھیل گئی۔

''اب بھی اگر تم کہو کہ دوبارہ اس علاقے میں نہیں آؤ گے تو میں تمہیں بچانے کی کوشش کرتا ہوں۔''میں نے کہا تو اس نے مجھ پر تھوک دینا چاہا تو میں نے اپنے پسٹل کی نال اس کے منہ میں رکھتے ہوئے کہا،''ممکن ہے کل صبح تمہیں کوئی پہچان بھی نہ پائے کہ تم شاہ زیب ہو۔گھٹیا باپ کی گھٹیا اولاد،کوئی گھٹیا حرکت مت کرنا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میری بات سن کر اس کے وجود میں ایک بار گی جنبش ہوئی اور پھر وہ ساکت ہو گیا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ ان میں ملک سجاد بھی تھا یا نہیں، میں نے ایک نگاہ سڑک پر پڑے لوگوں پر ڈالی اور فوراً ہی وہاں سے نکل جانے کے لئے اپنی گاڑی کی جانب بڑھا۔

اس وقت میں پکی سڑک سے اتر کر حویلی جانے والی سڑک پر تھا، اس وقت میں ان سب لوگوں کو اتار چکا تھا، جب چھاکے کی کال آئی۔ اس نے انتہائی پر جوش لہجے میں کہا

''تم نے شاہ زیب کو پار کر دیا۔''

''تم تو مجھے روک رہے تھے۔ وہ میرا شکار کرنے نکلا تھا۔ خیر، آ کر تفصیل پوچھ لینا۔'' میں نے کہا اور فون بند کر دیا۔ حویلی پہنچا تو پو پھٹ چکی تھی۔ میں نہانے کے لئے باتھ روم میں گھس گیا۔

میں فریش ہو کر بیٹھا چائے پی رہا تھا، جب شعیب آیا۔ اس کے چہرے پر عجیب سرمستی بھری مسکراہٹ چمک رہی تھی۔ اس نے دور ہی سے انتہائی جذباتی ہوتے ہوئے میری طرف دیکھا تھا۔ میرے قریب آتے ہی بولا

''میں نے اپنا انتقام لے لیا۔ کر دیا شاہنواز کا کام۔ وہ نہیں رہا اس دنیا میں۔''

میں نے اٹھ کر اسے گلے لگایا اور اس کی پیٹھ تھپکتے ہوئے بولا

''مبارک ہو۔'' پھر اسے الگ کرتے ہوئے کہا، ''میں سمجھتا ہوں کہ معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے، لیکن ان حیوانوں، سانپوں اور موذی جانوروں کو مار دینے کا حکم ہے جو انسانوں کے لئے ضرر رساں ہو جائیں، خیر کیسے ہوا سب؟''

میں بیٹھ گیا تو وہ سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا

''میں اس کے گھر کے سامنے اس کی تاک میں تھا۔ میرے ساتھ دو مزید لوگ تھے۔ گیٹ کھلا اور اس کی گاڑی باہر نکلی تو اس کی رفتار نہ ہونے کے برابر تھی۔ جیسے ہی وہ باہر نکلا ہم تین طرف کھڑے تھے اس پر برسٹ مارے، اس کے گارڈز کو موقع ہی نہیں ملا کہ ہم پر فائر ہی کر سکیں۔''

''تمہیں کیسے یقین ہے کہ وہ ختم ہو گیا، کوئی خبر۔ کوئی اطلاع؟'' میں نے پوچھا

''سارے علاقے میں یہ اطلاع پھیل چکی ہے، بلکہ شاہ زیب کے مرنے کی بھی، ملک سجاد تو یہ سنتے ہی واپس بھاگ گیا ہے۔ ڈیرہ سنسان پڑا ہوا ہے، کوئی اشتہاری وہاں نہیں ہے۔ اس کا بیٹا ہی ہے، جو لندن سے آ رہا ہے، وہ دیکھیں کیا کرتا ہے۔ شاہ زیب والی تو نسل ہی ختم ہو گئی۔'' اس نے دبے دبے جوش سے بتایا

''لیکن شاہ دین کی تو ہے، اس کی بیٹی سوہنی بی بی۔'' میں نے اسے یاد دلایا تو وہ خاموش ہو گیا۔ تبھی میں نے کہا، ''خیر، تم اب الرٹ رہنا اور پورے علاقے کی خبر رکھنا۔ یہ بہت ضروری ہے۔''

''جی بہتر۔'' اس نے کہا اور اٹھ گیا۔

میں کافی حد تک پر سکون ہو گیا تھا۔ کم از کم اب یہاں کوئی خطرہ نہیں تھا۔ صرف قانونی کاروائیاں تھیں۔

☆.....☆.....☆

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سورج کافی اونچا چڑھ آیا تھا، میں جب کار میں سوار مسافر شاہ کے تھڑے کی طرف جا رہا تھا۔ مجھے پورا یقین تھا کہ وہ درویش مجھے وہاں ضرور ملے گا، جس نے میرے اندر ایک نیا حوصلہ بھر دیا تھا۔ ایک ذرا سی بات سے میرے اندر ولولہ پیدا ہو گیا تھا۔ وہ میلہ جو میرے لئے چیلنج بن رہا تھا اس کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں رہی تھی۔ کچھ دیر بعد میں وہاں پہنچا تو اسی درویش کو وہیں برگد کے درخت تلے پایا۔ اس دن وہ دھونی رمائے بیٹھا تھا۔ میں جب کار سے اتر رہا تھا، اس نے نگاہ بھر کر میری طرف دیکھا۔ پھر جب تک میں اس کے قریب جا کر بیٹھ نہیں گیا، وہ مٹی کے پیالوں میں چائے ''پھینٹتا'' رہا۔ میں سکون سے بیٹھ گیا تو اس نے ایک پیالہ میری طرف بڑھاتے کہا

''لے پی لے، آج ہماری چائے پی کر بھی دیکھ۔'' درویش نے کہا تو میں نے وہ پیالہ لیا اور چائے کا سپ لیا۔ گڑ والی چائے نے مزیدار تھی۔ وہ اس وقت تک خاموش رہا، جب تک میرا اور اس کا پیالہ خالی نہیں ہو گیا۔ اس نے اپنے لب صاف کئے اور بولا

''مٹی کے اس پیالے میں چائے ہم نے خود ڈالی اور خود ہی مزے سے پی لی، سوا دتو چائے کا ہی تھا نا کہ ہم نے اس میں ڈالی ہی چائے تھی۔ اب اگر ہم اس میں دودھ ڈال لیتے، تو مزہ دودھ ہی کا آنا تھا، پانی ڈال لیتے تو پانی کا، یا پھر بھنگ ڈال لیتے تو بھنگ نے اپنا رنگ دکھانا تھا۔''

''جی، ظاہر جو چیز بھی اس میں ڈالی جائے گی، مزہ تو اسی کا آنا ہے نا۔'' میں نے اس کی بات سمجھتے ہوئے کہا تو مسکراتے ہوئے بولا

''تیرا اور میرا وجود مٹی کا ہے، اس میں جو ڈالنا ہے وہ ہم نے ہی تو ڈالنا ہے۔ اس وجود میں نیکی ہو گی تو نیکی کی لذت سے آشنا ہو گا، اگر برائی ہے تو اس کا سوا دہی پائے گا۔ جو بھی، جس میں ہو گی، وہی اسے محسوس کر پائے گا۔ اب وہ اپنے اندر جھانکے گا تو ہی اسے پتہ چلے گا نا۔'' انہوں نے سمجھاتے ہوئے کہا

''جی بالکل، یہ ایک فطری سی بات ہے؟'' میں نے کہا

''اور ہاں۔! یہ فطرت ہے کیا؟ کبھی سوچا ہے اس کے بارے میں؟'' انہوں نے پوچھا تو میں نے عاجزی سے کہہ دیا

''جی نہیں، میں نے کبھی نہیں سوچا۔''

''تو پھر غور کر، یہ سارا نظام جو تیری نگاہ میں ہے۔ یہ اگر کشش کے تحت ایک دوسرے سے بندھا ہوا ہے نا تو یہ تجسس بھی ابھارتا ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ تجسس آخر کہاں ابھرتا ہے، کسی درخت میں تو نہیں ابھرتا، تجسس کا ظہور وہیں ہو گا نا جہاں یہ پڑا ہو گا۔ یہ کسی قوت ہی کے تحت ابھرتا ہے، اور جس میں سے ابھرتا ہے، وہاں تجسس کے ابھرنے کا مقصد تو ہو گا۔ یہ باہر کی کائنات اپنی طرف متوجہ کر کے انسان کے اندر تجسس پیدا کر دیتی ہے تو کیوں؟ اس کا بڑا سیدھا اور سادہ سا جواب ہے کہ انسان اس فطرت کو سمجھے، وہ اسے تب سمجھ سکے گا جب وہ اپنے آپ کو سمجھے گا۔ اب دیکھو، چھوٹی سے بات ہے، کیا تم سرخ رنگ کی وضاحت کر سکتے ہو؟ کیا آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے وہی درست ہے، دن کے وقت جو چیز جس طرح دکھائی دیتی ہے اور وہ رات کو کسی اور طرح دکھائی دیتی ہے۔ یہ سب اسی وقت پتہ چلے گا جب وہ اس جہانِ رنگ و بو میں اترے گا، اور انسان کے سوا کوئی دوسرا نہیں اترتا۔''

''کیونکہ بابا جی اسے یہ صلاحیتیں عطا کر دی گئیں ہی نا، اور وہ اسی بل بوتے پر وہ سمجھ سکتا ہے۔'' میں نے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اسے صلاحیتیں کیوں دی گئیں؟'' یہ کہہ کر انہوں نے لمحہ بھر رک کر کہا'' رب تعالی کی عنایت سے، اس مادی دنیا میں، اسی خاک سے انسان خود کو بناتا بھی ہے، اور خود کو توڑ بھی لیتا ہے، وہ اپنے بارے میں اور اس کائنات کو بھی جاننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ وہ ایسے منصب پر فائز ہے کہ رب تعالی نے اسے اپنا نائب مقرر کر دیا۔ اس ارض کا خلیفہ بنا دیا، کیونکہ یہی وہ ہستی ہے جو خود اپنی معرفت اپنے آپ سے خود حاصل کرتی ہے، اس کا ادراک اس عزازیل کو تھا، اس نے انکار تو آدم کی ہستی کا کیا اور نافرمانی رب تعالی کی ہوئی۔''

'' میں یہ بات تو سمجھ گیا ہوں بابا جی کہ انسان کے وجود ہی سے سب کچھ ظاہر ہو رہا ہے، یہاں تک کہ شیطانیت بھی۔'' میں نے کہا تو وہ بولے

''بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی، خاک پڑی ہوئی تھی لیکن اس میں زندگی نہیں تھی، رب تعالی نے ارادہ فرمایا اور اس خاک میں زندگی پیدا ہو گئی۔ کن میں ہر شے رکھ دی گئی جس کا ظہور ہو رہا ہے، یہ انسان ہی ہے جو اس کن کا ظہور اس زمین پر کرتا چلا جا رہا ہے، یہ رب تعالی کی دی ہوئی خلافت کے باعث ہی تو ہے۔ سورج کا چمکنا کون دیکھ رہا ہے، اور چاندنی کو چاندنی کا نام کون دے رہا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ اسی وقت کر پاتا ہے جب یہ اپنے دیکھتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی شیطانیت ہی ہے کہ وہ فقط اسی کائنات میں غرق ہو جائے اور اسے اس معیار پر نہ دیکھے جو عین انسانیت ہے۔ عین انسانیت کا معیار اسے اس وقت ملے گا جب وہ خود کو بہ حیثیت انسان دیکھے گا اور اسی نگاہ سے اس کائنات کو پرکھے گا۔''

''اس کا مطلب ہے کہ نیکی عین فطرت ہے اور برائی شیطانیت کیوں ہے کہ وہ اسے نیکی سے غافل کر دیتی ہے۔'' میں نے کہا تو وہ تیزی سے بولے

''خود اپنے آپ پر نگاہ رکھنا ہی نیکی ہے اور یہی عین فطرت ہے۔ فطرت کا سیدھا راستہ ہی صراط مستقیم ہے۔''

''تو یہ ساری کشمکش کیوں؟ رب تعالی چاہتے تو سیدھے سیدھے انسان کو اسی کام پر لگا دیتے۔'' میں نے محض ان سے سیکھنے کی غرض سے ایک نئی بات کہہ دی تو وہ ذرا سا مسکرائے اور بولے۔

''تمہیں پھر ایک چھوٹی سے کہانی سنی پڑے گی، اور وہ کہانی تجھے پھر کسی وقت سنائیں گے۔ اس وقت تو صرف ایک بات سمجھ لے کہ نیکی عین فطرت ہے، اور انسان کی یہ کشمکش برائی پر غالب آنا ہے، یہاں تک کہ شیطانیت کو مطیع کر لینا ہی اس کا مقصد ہے۔ اچھائی کو سرفرازی اور برائی کو سرنگوں کرنا ہی انسانیت ہے۔ یہی کشمکش انسان کا کردار بناتی ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وجود میں کیا ہے۔ نیکی کی خوشبو، منافقت کی سڑاند یا برائی کا اندھیرا۔''

''تو اس کا مطلب جو.....'' میں نے کہنا چاہا تو وہ میری بات کاٹتے ہوئے بولے

''مطلب جو بھی ہے، اس مٹی کے پیالے میں جو کچھ ڈالنا ہے تو نے ڈالنا ہے، اور اس میں سے باہر وہی کچھ آنا ہے جو تو نے ڈالا ہے، ذائقہ بھی تو نے چکھنا ہے، تیری ہی صوابدید ہے کہ تو کیا چاہتا ہے۔ اب تو جا اور میلے کی تیاری کر اور اپنے ساتھی کو گھر لے آ، وہ بے چاری بھی تو میلہ دیکھے نا۔'' یہ کہہ کر انہوں نے پاس پڑی ہوئی لکڑیاں اٹھائیں، انہیں سلگتی ہوئی لکڑیوں پر رکھ دیا اور اٹھ کر ایک طرف چل دیا۔ میں سمجھ گیا اب مزید باتیں نہیں ہوں گیں۔ میں نے اٹھ کر اس کھلے میدان کو دیکھا۔ چند لمحے یونہی گزر گئے۔ میں کار میں بیٹھا اور واپس اپنے گھر آ گیا۔ مجھے گھر آئے کچھ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

وقت گذر رہا تھا کہ چھا کے کا فون آ گیا۔

''یار تانی ضد کر رہی ہے کہ وہ ہسپتال میں نہیں رہنا چاہتی، واپس آنا چاہتی ہے۔ کیا کروں؟''

''ڈاکٹر کیا کہتے ہیں؟'' میں نے پوچھا

''میں نے بات کی ہے، ان کا تو یہی کہنا ہے کہ اب بس پٹی بدلنا ہے، اس کی دیکھ بھال ہو جائے تو آپ لوگ جا سکتے ہو۔'' وہ اطمینان سے بولا

''اسے لے آؤ۔ یہاں وہ جلدی ٹھیک ہو جائے گی۔'' میں نے کہا اور فون بند کر دیا۔ اسی وقت میں نے میلے کے منتظم کو فون کیا اور پوچھا

''کب دے رہے ہیں میلے کی تاریخ؟''

''وہی، جس تاریخ پر ہر سال میلہ ہوتا ہے۔'' اس نے نرمی سے کہا

''ٹھیک ہے، پھر تو چند دن رہ گئے ہیں۔ علاقے میں کروا اعلان، اس بار جتنے بھی انعام ہوں گے میری طرف سے ہوں گے۔''

''جی ٹھیک ہے۔'' اس نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو میں نے فون بند کر دیا۔

☆.....☆.....☆

جسپال کی فلائیٹ چندی گڑھ کے بین الاقوامی ائیر پورٹ پر اُتری تو اس کے حواس پوری طرح جاگ گئے۔ دن کے دس بج چکے تھے ۔اسے احساس تھا کہ ائیر پورٹ سے نکلتے ہوئے اسے گیارہ بج جائیں گے۔ اس وقت اگرچہ اس کے ''کیس'' نہیں تھے لیکن پگڑی باندھی ہوئی تھی اور سکھوں کی نئی نسل کی طرح اس نے بس نشانی ہی کے طور پر ہلکی ہلکی ڈاڑھی اور مونچھیں رکھی ہوئیں تھیں، یوں جیسے چند دن کا شیو بڑھا ہوا ہو۔ سامان کے نام پر اس کے پاس ایک چھوٹا سا بیگ تھا۔ امیگریشن سے فراغت کے بعد وہ باہر آیا تو ایک نوجوان سکھ اس کی جانب بڑھا۔

''جسپال سنگھ ڈھلوں جی، آپ کے سواگت کے لئے جی، میں گرمیت سنگھ۔ ست سری اکال۔'' اس نے ہاتھ جوڑ کر اسے خوش آمدید کہا۔ جسپال نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا اور اسی طرح ہاتھ جوڑ کر جواب دیتے ہوئے کہا

''ست سری اکال جی۔'' یہ کہہ کر اس نے ہاتھ بڑھایا تو گرمیت نے جلدی سے ایک فون سیٹ نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا

''لو جی کر لیں بات۔''

جسپال نے فون پکڑا اور جسمیندر کے نمبر پش کیے۔ دوسری بیل پر اس نے فون رسیو کر لیا۔

''ٹھیک ہے جسپال، اس کے ساتھ چلے جاؤ۔ اپنا ہی لڑکا ہے۔''

تصدیق ہو جانے کے بعد اس نے اپنا سامان اس کے حوالے کر دیا۔ کچھ دیر بعد ایک فورویل جیپ میں وہ ائیر پورٹ سے نکل رہے تھے۔

جسپال نے بہ مشکل ایک ہفتہ کینیڈا میں گذارا تھا۔ جاتے ہی اس کی ملاقات جسمیندر سے ہوئی۔ وہ دو دن اس کے ساتھ رہا تھا۔ ان میں بہت ساری باتیں ہوئیں۔ بہت سارے منصوبے ان دونوں کے درمیان زیر بحث آئے۔ وہ اوگی پنڈ ہی جانا چاہتا تھا کہ دو دن پہلے اچانک جسمیندر اس سے ملا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''جسپال اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اوگی پنڈ جانے سے پہلے تم چندی گڑھ جاؤ، تو کیا تم چلے جاؤ گے؟''

''معاملہ کیا ہے؟'' اس نے پوچھا

''یہ تمہیں وہاں جا کر تفصیل سے معلوم ہو جائے گا۔ یہ مہم اگر کامیاب ہوگئی تو سمجھو تم نے خالصتان تحریک کی بہت بڑی خدمت کر دی۔ اور میرے ساتھ تمہیں اس کا کتنا فائدہ ہوگا، یہ وقت بتائے گا۔''

''کل کس نے دیکھا ہے میری جان، تم آج کی بات کرو، آج ہی سب کچھ ہے۔ فائدہ تیرا ہو یا میرا، ایک ہی بات ہے، ٹھیک ہے، میں چلا جاتا ہوں۔'' جسپال ایک دم سے مان گیا۔ اسی وقت ان میں سب طے ہوگیا۔ ہفتے کے اختتام پر وہ بھارت آ گیا۔

ان کے سفر کا اختتام سیکٹر آٹھ کے علاقے میں گولف روڈ کی طرف سے اندر کی جانب ایک دو منزلہ سفید بنگلے کے سامنے ہوا۔ یہ چندی گڑھ کا وہ علاقہ تھا، جس کے مغرب کی جانب سکھنا جھیل تھی۔ فضا میں آبی علاقے کا مخصوص احساس پوری طرح موجود تھا۔ یہاں زیادہ تر نئے طرز کے گھر اور عمارتیں تھیں۔ دیکھ بھال کی وجہ سے وہ علاقہ صاف ستھرا دکھائی دے رہا تھا۔ اس بلڈنگ کے ارد گرد اچھا خاصا سبزہ تھا۔ بڑا سا گیٹ پار کرنے کے بعد وہ پورچ میں پہنچے۔ سامنے بڑا سا رادا خلی دروازہ تھا۔

دروازہ گرمیت نے چابی سے کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ تبھی اس کی نگاہ ڈرائینگ روم میں موجود ایک لڑکی پر پڑی۔ وہ صوفے پر ٹیڑھے میڑھے سے انداز میں لیٹی ہوئی تھی۔ انتہائی مختصر سا شارٹس، ایک ڈھیلی نمائی شرٹ سے آدھا ادھورا بدن ڈھکا ہوا تھا، الجھے ہوئے لمبے بال، اجڑا ہوا میک اپ سے بے نیاز چہرہ، جیسے کئی دنوں سے دھویا ہی نہ گیا ہو، اگرچہ گورے بدن میں گلابی پن تھا، لیکن اس کی حالت سے لگ رہا تھا کہ وہ بیمار ہے۔ اس کی بڑی بڑی مخمور نگاہیں جسپال پر ٹکی ہوئیں تھیں۔ پہلی نگاہ میں جسپال کو اس کا چہرہ اجنبی نہیں لگا، بلکہ یوں محسوس ہوا جیسے اس لڑکی کو پہلے اُس نے کہیں دیکھا ہوا ہو۔ جسپال کی نگاہ اس لڑکی سے ہٹ کر میز پر پڑی تو اس لڑکی کے مدہوش ہونے کی وجہ سمجھ میں آ گئی۔ مہنگے برانڈ کی شراب کی آدھی سے زیادہ خالی بوتل کے ساتھ گلاس رکھا ہوا تھا۔ جسپال کی طرف دیکھ کر وہ لڑکی ذرا سا مسکرائی، پھر ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولی

''میرے اس اُجڑے ہوئے گھر میں خوش آمدید۔ مجھے پتہ ہے تمہیں شاید یہ سب اچھا نہ لگا ہو، لیکن مجبوری ہے، میں ایسی ہی ہوں، میں نیہا ہوں، نیہا اگروال، اپنے گھر میں تجھے ویلکم کہتی ہوں، بیٹھو۔''

جسپال نے اس کا ہاتھ تھام لیا، پھر اگلے لمحے اس کا ٹھنڈا ہاتھ چھوڑ کر ساتھ پڑے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس دوران گرمیت اس کا سامان رکھ کر واپس آ گیا۔

''بائی جی، کیا پینا پسند کریں گے، ٹھنڈا، چائے کافی، کچھ بھی جو بولیں تو......'' اس نے آتے پوچھا اور بوتل کی جانب بھی اشارہ کر دیا۔ جسے نظر انداز کرتے ہوئے اس نے کہا

''چائے پلا دو۔''

''جی ٹھیک ہے بائی جی،'' یہ کہہ کر وہ جلدی سے پلٹ گیا۔ جسپال یہ سوچ چلا جا رہا تھا کہ اس لڑکی کا چہرہ اور اور نام اسے جانا پہچانا کیوں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

لگ رہا ہے۔ وہ یہی سوچ رہا تھا کہ نیہا بولی

''تم اسی طرح شرمیلے ہو یا اداکاری کر رہے ہو؟''

''مجھے کیسا ہونا چاہئے تھا؟'' جسپال نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا تو وہ ایک دم سے قہقہہ لگا کو بولی

''تجھے دیکھ کر تو لگتا ہے کہ جیسے تم میری مدد نہیں کر پاؤ گے، لیکن دل نے کہا کہ نہیں تم ضرور میری مدد کرو گے۔''

''میں نہیں جانتا کہ تم کیا چاہتی ہو، اپنا مسئلہ بتاؤ، شاید تمہاری مدد کر سکوں، کیونکہ میں یہاں آیا ہی اسی لئے ہوں۔'' اس نے صاف انداز میں کہا

''اتنی جلدی بھی کیا ہے، ابھی آئے ہو، کھانا کھاؤ، آرام کرو، پھر.....'' اس نے خمار بھرے لہجے میں کہنا چاہا تو جسپال نے کہا

''اب ہم کون سا کہیں مصروف ہیں، تم بتاؤ، میں سن رہا ہوں۔''

''نہیں، میری بات چند لفظوں میں تجھے سمجھ نہیں آئے گی، ایک کہانی ہے، جو تمہیں سننا ہوگی، ممکن ہے وہ تجھے انتہائی بور لگے، اس میں تمہارے لئے کوئی دلچسپی نہ ہو، لیکن۔! وہ کہانی سن کر ہی تم میری بات کو سمجھ پاؤ گے۔ تم بھی یہیں ہو اور میں بھی یہیں۔'' یہ کہہ کر وہ لمحہ بھر کو رکی، پھر چونک کر بولی، ''اگر تمہیں برا نہ لگے تو؟''

''نہیں مجھے برا نہیں لگے گا۔'' جسپال نے سکون سے کہا تو وہ مسکرا دی۔ پھر ایک بیڈ روم کی طرف اشارہ کر کے بولی

''جاؤ، جا کر ایزی ہو جاؤ، پھر خوب آرام کرو۔ باتیں تو ہوتی رہیں گی۔'' اس نے کہا اور بوتل کھول کر ایک چھوٹا پیگ بنایا اور گلاس تھام کر بیٹھ گئی۔ جسپال اٹھا اور بیڈ روم میں چلا گیا۔

جسپال کی آنکھ کھلی تو شام ڈھل رہی تھی۔ وہ بے خبر سویا تھا۔ وہ اچھی طرح فریش ہوا، اس نے جین کے ساتھ سفید شرٹ پہنی اور ڈرائینگ روم میں آ گیا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ کھڑکی میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ اتری ہوئی رات کے اندھیرے کو شہر کی روشنیاں دور کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ فضا میں نمی پھیلی ہوئی تھی، جس کا احساس اسے گہری سانس لینے سے ہوا۔ وہ کچھ دیر وہیں کھڑا رہا، پھر اپنے پیچھے آہٹ پا کر مڑا تو سامنے نیہا کھڑی تھی۔ وہ کافی حد تک فریش لگ رہی تھی، اس کے سلجھے ہوئے گیسو، تر و تازہ چہرہ اور ڈھنگ کی شرٹ کے ساتھ ڈریس پتلون بتا رہی تھی کہ وہ اس وقت ہوش میں ہے۔

''تمہیں تو یہاں سے کوئی منظر دکھائی نہیں دے رہا ہوگا نا؟'' اس نے کھڑکی کے باہر دیکھتے ہوئے کہا

''بالکل، یہاں اس کھڑکی سے پہلی دفعہ باہر جھانک کر دیکھا ہے، لیکن سوائے اندھیرے کے واہ کچھ نہیں ہے۔'' اس نے جواب دیا

'' کیسا لگتا ہے جب کئی سارے منظر آنکھوں میں ٹھہر جاتے ہیں، یوں جیسے پلکوں کے ساتھ چپک کر رہ گئے ہوں، ان سے جان بھی چھڑانا چاہو تو نہیں چھڑائی جا سکتی۔'' وہ مایوسی بھرے لہجے میں بولی اور پلٹ کر صوفے پر جا بیٹھی۔ اس نے نیہا کی بات کا جواب نہ دیا تو وہ بولی، ''کھانا کھاؤ گے یا کہیں باہر چلنا پسند کرو گے؟؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ابھی تو کھانے کو میرا دل نہیں چاہ رہا ہے، جب بھوک لگی تو بتا دوں گا، ویسے اگر تم پسند کرو تو ہم باتیں نہ کر لیں۔'' جیپال نے کہا تو وہ مسکرا دی، پھر اپنے بیڈ روم کی طرف اشارہ کر کے اس طرف بڑھ گئی۔ وہ دونوں بیڈ پر بیٹھ گئے۔ نیبا اگروال جیسے کہیں کھو گئی۔ پھر کہتی چلی گئی۔

''یہ تین برس پہلے کی بات ہے جیپال، جب میں ایک نجی ہسپتال میں نرس کے طور پر کام کرتی تھی۔ میری فیملی میں میرا باپ، میری ماں اور ایک بہن تھی۔ ہمارے ہاں انتہائی غربت تھی۔ ہمارے گھر کا ہر فرد کام کرتا تھا، پھر کہیں جا کر روٹی پوری ہوتی تھی۔ باپ ایک کپڑے والی دوکان پر کام کرتا تھا، بہن ایک سکول پڑھاتی تھی، ماں سارا دن گھر میں سارا دن لکڑی کے کھلونوں پر رنگ کرتی رہتی تھی۔ اس وقت ہم جگتا پورہ کی بستی میں رہتے تھے، آج وہاں کچھ ڈیولپمنٹ ہوئی ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے ایک طویل سانس لی، چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بولی، ''میری یہ کہانی اس رات شروع ہوئی جب میں چار سے بارہ بجے کی ڈیوٹی ختم کر کے ہسپتال سے واپس گھر کی طرف آ رہی تھی۔''

یہ کہہ کر اس نے پھر ایک طویل لیکن سرد سانس لی۔

☆.....☆.....☆

اس رات ائرپورٹ کی طرف جانے والے راستے پر چھ مہنگی کاروں کا قافلہ بڑی تیزی سے جا رہا تھا۔ ایک سب سے آگے، دو اس کے پیچھے، پھر ایک کار جس میں سندیپ اگروال بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے دو کاریں تھیں۔ سندیپ سنگھ اگروال، جسے چندی گڑھ کے انڈر ورلڈ والے سندو کے نام سے جانتے تھے، اپنی کار میں پچھلی نشست پر بڑے کروفر سے بیٹھا ہوا تھا۔ باقی کاروں میں اس کے باڈی گارڈ تھے۔ اس وقت وہ تھائی لینڈ جانے کے لئے ائیر پورٹ کی طرف جا رہا تھا۔

فلائیٹ میں تھوڑا سا ہی وقت رہتا تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ اس کے بغیر جہاز پرواز نہیں کر سکتا۔ وہ لمبے قد کا جوان تھا، رنگ صاف، کلین شیو، موٹے نین نقش اور کسرت کے باعث کافی مضبوط جسم کا مالک تھا۔ اس وقت اس کی آنکھوں پر سیاہ چشمہ تھا۔ کچھ وقت میں وہ ائرپورٹ پہنچ جانے والے تھے کہ اچانک اگلی دو کاریں دھماکے سے اُڑ گئیں۔ تیسری کار تیزی رفتاری کے باعث سنبھل نہ سکی اور ان میں جا لگی۔ وہ چوتھی کار میں تھا۔ اس کی کار میں بھی پچھلی کاریں آ لگیں۔ شدید جھٹکے میں وہ اپنا پسٹل نکالنا نہیں بھولا۔ حملہ آوروں کو پوری طرح معلوم تھا کہ کس کار میں ہے اس لئے ایک برسٹ اس کی کار کو لگا۔ اس کی کار بلٹ پروف تھی۔ اسے گولی تو نہ لگی لیکن وہ اگلے ہی لمحے دوسری طرف سے نکل گیا۔ دو یا تین لمحوں کے اس وقفے میں وہ فٹ پاتھ پر تھا مگر اس کی کار میں ایک راکٹ لانچر آ لگا۔ ایک دھماکا ہوا اور وہ سڑک کے کنارے جا پڑا۔ ایک شعلہ بلند ہوا جو اونچے الاؤ میں بدل گیا۔ اس کے ہاتھ سے پسٹل نکل کر نجانے کدھر گم ہو گیا تھا۔ اچانک شدید فائرنگ شروع ہو گئی۔ کسی کو کچھ احساس نہیں تھا کہ کون کسے نشانہ بنا رہا ہے۔ وہ زخمی ہو چکا تھا۔ اس قطعاً پتہ نہیں تھا کہ اُس کا جسم کہاں کہاں سے پھٹا ہے۔ سندو کو یوں لگ رہا تھا جیسے اس کا سارا بدن خون میں بھیگ رہا ہے اور جلن سارے بدن میں پھیل گئی ہے۔

وہ فٹ پاتھ سے بھی آگے سڑک کنارے پڑا تھا، اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ اٹھ سکتا۔ وہ سر نہیوڑے پڑا تھا کہ ایک گولی نجانے کدھر سے آئی اور اس کی ران میں گھس گئی۔ اسے لگا جیسے کسی نے آگ اس کے بدن میں پیوست کر دی ہو۔ یہی وہ لمحہ تھا، جب اسے احساس ہوا کہ وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لمحہ بہ لمحہ موت کی طرف بڑھ رہا ہے، وہ اگر یہاں سے ادھر ادھر نہ ہوا تو یہ لوگ اسے مار دیں گے۔ اس کے گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس قدر بڑا حملہ ہوگا۔ سڑک پر آگ اور خون کا ہنگامہ برپا تھا۔ موت ناچ رہی تھی۔ اس نے اپنی پوری قوت صرف کی اور رینگتے ہوئے سڑک سے نشیب کی جانب بڑھ گیا۔ اور پھر لمحہ بہ لمحہ آگے بڑھتا گیا۔ اس کے پورے بدن میں جلن ہو رہی تھی۔ وہ ہمت کر کے اٹھا اور وہاں سے دور ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ وہ اس سنسان علاقے میں اُگی گھاس پھوس کی جھاڑیوں میں جا چھپا۔

وہ کچھ دیر وہیں پڑا رہا۔ فائرنگ کی آواز ختم ہو گئی تھی۔ لوگوں کا شور بھی ختم ہو گیا تھا، لیکن اس کا بدن کمزور پڑتا چلا جا رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ اگر ایسے ہی پڑا رہا تو کچھ دیر بعد وہ بے ہوش ہو جائے گا اور پھر موت اسے ابدی نیند سلا دے گی۔ وہ گھسٹتا ہوا، اس سنسان علاقے میں ایک پگڈنڈی نما راستے پر آ گیا۔ جس سے کچھ فاصلے پر وہ ایک بستی نما کالونی کی روشنیاں دیکھ رہا تھا۔ اس کی شدید خواہش تھی کہ وہ اس بستی تک پہنچ جائے تو زندگی اس کا ساتھ دے سکتی ہے، ورنہ وہ اسی راستے پر پڑا رہا تو زندگی اس کا ساتھ چھوڑ جائے گی۔ زندگی میں کبھی کبھی یوں بھی ہوتا ہے نا کہ شدید خواہش ہونے کے باوجود بندے کی دسترس میں کچھ نہیں رہتا۔

نیہا اس وقت سیکٹر ازتمیں کے بس سٹاپ سے اتری۔ بس سٹاپ سے کچھ فاصلے پر لگتا تھا جیسے بہت بڑا حادثہ ہو گیا ہو۔ وہاں بہت سارے لوگ جمع تھے اور ٹوٹی پھوٹی کاریں بھی پڑی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک نگاہ انہیں دیکھا اور اپنے گھر کی جانب تیز تیز قدموں سے چل پڑی۔ وہ روزانہ ہی ادھر سے گذرتی تھی۔ اگرچہ جگتا پورہ کو جانے والا راستہ ذرا آگے تھا، لیکن جس راستے پر یہ جا رہی تھی، یہ راستہ کسی حد تک سنسان ہونے کے ساتھ شارٹ کٹ تھا، دوسرا اس کا دیکھا بھالا تھا اور بس سٹاپ کے سامنے تھا۔ وہ بڑھتی جا رہی تھی کہ اچانک اس کی نگاہ ایک شخص پر پڑی جو اوندھے منہ پڑا ہوا تھا۔ اس میں ذرا بھی حرکت نہیں تھی۔ وہ ٹھٹھک گئی۔ اس کے من میں خوف اتر آیا۔ وہ اس سے پہلو بچا کر نکل جانا چاہتی تھی کہ اس شخص نے حرکت کی اور پکارا

''پلیز۔! مجھے بچا لو.....''

اس کے بڑھتے ہوئے قدم جم کر رہ گئے۔ ملگجی سی روشنی میں اس نے دیکھا، وہ شخص خون میں لت پت پڑا تھا۔ تکلیف کی شدت کے باعث اس کا چہرہ مسخ ہو رہا تھا۔ ایک نرس ہونے کے ناتے وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ شدید زخمی ہے اور اسے ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے۔ وہ چند لمحے کھڑی سوچتی رہی۔ اسے لگا یہ کوئی زخمی ہے اور اسی حادثے سے اس کا تعلق ہو سکتا ہے۔ وہ بڑے حوصلے اور ہمت کے ساتھ اس کے پاس بیٹھ گئی اور دھیرے سے لرزتی ہوئی آواز میں پوچھا

''میں تمہاری کیا مدد کر سکتی ہوں؟''

''کچھ بھی..... جو تمہاری..... سمجھ میں آئے..... مجھے بچا لو پلیز۔''

''میں تمہیں کسی ہسپتال لے جاؤں؟'' نیہا نے پوچھا تو وہ تیزی سے بولا

''نہیں، میرے دشمن..... مجھے تلاش..... کر رہے ہوں گے۔ کسی ایسی جگہ..... جہاں میں..... کم از کم یہ رات..... گذار لوں اور.....

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

مجھے گولی..... لگی ہے وہ..... نکل جائے۔"

اس شخص کے یوں کہنے پر نیہا کی سمجھ میں سب کچھ آ گیا۔ کچھ دیر پہلے سڑک پر ہونے والا حادثہ بہر حال نہیں تھا۔ جو اس نے سوچا تھا ویسا نہیں تھا۔ گولی لگنا کچھ اور ہی بتا رہا تھا۔ نیہا کا گھر کچھ ہی فاصلے پر تھا، ایک دم سے اسے خیال آیا تو اس نے پوچھا

"دیکھو، میں تمہاری کیسے مدد کر سکتی ہو، پولیس اگر مجھ تک....." نیہا نے کہنا چاہا

"صرف ایک رات..... مجھے کچھ وقت کے لئے..... چھپالو۔" وہ کراہتے ہوئے اس کی بات کاٹتے ہوئے بولا

"دیکھو، میرا گھر یہاں سے کچھ فاصلے پر ہے۔ اگر تم میرے ساتھ وہاں تک جا سکو تو میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں۔" اس نے پر اعتماد لہجے میں کہا

"مجھے سہارا دو۔" اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو نیہا نے اسے سہارا دے کر اٹھا۔ خون سے اس کے کپڑے لت پت ہو چکے تھے۔ سندو سے چلا نہیں جا رہا تھا۔ ران میں لگی ہوئی گولی نے اس کے پورے بدن میں ٹیسیں بھر دی تھیں۔ وہ چند قدم چلنے کے بعد کراہتے ہوئے لڑکھڑا کر گر پڑا۔

"اگر تم میرے گھر تک پہنچ گئے تو میں تمہاری گولی بھی نکال دوں گی۔ میں نرس ہوں۔" اس نے بتایا تو سندو کو لگا جیسے اس کی زندگی بچ جائے گی۔ وہ پوری قوت سے اٹھا اور اس کے سہارے چلنے لگا۔

اس بستی نما کالونی میں چھوٹے بڑے کئی گھر تھے، لیکن ساری ہی ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔ رات کے تقریباً دو بجنے والے تھے۔ ٹیڑھی میڑھی گلیاں اور راستے سنسان ہو گئے ہوئے تھے۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ انہیں راستے میں کوئی نہیں ملا۔ وہ اسے لے اپنے گھر میں آ گئی۔

"اے یہ کون ہے، کہاں سے اٹھا لائی ہے تو اسے؟" اماں نے دروازہ کھول کر خون سے لت پت ایک اجنبی کے ساتھ اسے دیکھ کر نیند میں بھری آواز سے پوچھا، اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی، سندو نے جیب میں ہاتھ ڈال کر جتنے بھی بڑے نوٹ اس کے ہاتھ میں آئے اس کی ماں کی طرف بڑھا دیئے۔ ماں نے حیران نظروں سے وہ نوٹ پکڑے اور خاموش ہو گئی۔ اس کا باپ تھرا پی کر مدہوش پڑا تھا۔

"اماں جلدی سے پانی گرم کر دے۔" نیہا نے کہا اور اسے اندر والے کمرے میں لے جا کر زمین پر لٹا دیا۔ اس نے ایمرجنسی کے لئے اپنے گھر میں کچھ میڈیسن رکھی ہوئیں تھی۔ وہ سب اٹھا لائی۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ سندو کے سارے کپڑے اتار دیئے۔ صرف ایک جانگیہ اس کے بدن پر رہ گیا۔ نیہا جب اس کے کپڑے اتار رہی تھی تو سندو کے گلے میں بھاری سونے کی چین تھی، وہ اتاری، بریسلیٹ الگ کیا، سونے کی چین والی گھڑی، انگوٹھیاں الگ کیں۔ اس نے اتنا سونا کبھی پہلے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے وہ سنبھالا اور اپنی ماں کو خبر نہ ہونے دی۔

وہ ماہر سرجن تو نہیں تھی لیکن سندو کی ران سُن کی اور پھر چیر کر اس نے گولی نکال لی۔ خون بہنے لگا تھا۔ جسے اس نے مشکل سے روک لیا۔ اس کے بدن کافی سارے چھوٹے چھوٹے زخم تھے۔ صرف ایک بڑا زخم تھا۔ اس نے سب پر مرہم پٹی کر دی۔ یہ حقیقت تھی کہ اس وقت سندو کو میڈیسن کی ضرورت تھی۔ اسے معلوم تھا کہ گولی والی جگہ پر سوجن ہو سکتی ہے اور ممکن ہے زہر کا اثر ہو جائے۔ لیکن اتنی رات گئے وہ کہاں سے لاتی۔ سندو انجکشن کے زیر اثر پڑا تھا، جس کا اثر کچھ دیر بعد ختم ہو جانا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا اور کمرے سے باہر صحن میں آ گئی، جہاں اس کی ماں پڑی ہوئی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ماں اسے یہیں پڑے رہنے دینا، میں اس کے لئے میڈیسن لے کر آتی ہوں۔'' نیہا نے کہا تو اس کی ماں نے پوچھا

''ارے اتنی رات گئے کہاں جاؤ گی، پہلے ہی میرا دل ڈر رہا ہے۔ صبح دیکھ لینا۔''

''نہیں اماں اسے ضرورت ہے، میں ابھی آتی ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے وہی نوٹ اپنی ماں سے لئے اور گھر سے باہر نکل گئی۔ کافی آگے ایک چوراہے پر اسے ایک رکشہ دکھائی دیا۔ رکشے والا، رکشے ہی میں پڑا اونگھ رہا تھا۔ وہ اس میں جا بیٹھی۔ قریبی ہسپتال کے باہر دکانوں سے اس نے دوائیاں لیں اور اسی رکشے پر واپس آ گئی۔ تب تک صبح کے آثار پیدا ہو گئے تھے۔

اس کا باپ صبح ہی اٹھ کر اپنے کام پر نکل گیا۔ ماں نے اسے سمجھا دیا تھا۔ اس نے کوئی بات نہیں کی۔ بہن بھی کام پر نکل گئی۔ ماں باہر ہی بیٹھی رہی تاکہ کوئی آنے والا اندر نہ آ سکے۔ دوپہر سے پہلے اسے ہوش آیا تو نیہا نے پوچھا

''اب کیسی طبیعت ہے؟''

''میرے مسیحا کو معلوم ہو گا۔'' اس نے آہستگی سے کہا تو وہ مسکراتے ہوئے بولی

''دیکھو۔! تمہیں بہت اچھے ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے، میں نے کوئی علاج نہیں کر دیا، زہر پھیل سکتا ہے، اور اتنے چھوٹے گھر میں تمہاری موجودگی بارے معلوم ہو سکتا ہے۔''

''مجھے یہاں سے چلے جانا چاہئے، تم یہی کہنا چاہتی ہو نا۔'' اس نے پوچھا

''ہاں، میں یہی کہنا چاہتی ہوں۔ تجھے علاج کی زیادہ ضرورت ہے۔'' اس نے سندو کے چہرے پہ دیکھتے ہوئے کہا

''ٹھیک ہے، میں چلا جاتا ہوں، لیکن تجھے تھوڑی اور زحمت دوں گا۔ مجھے کپڑے اور، ایک ٹیکسی لا دو۔''

''باپو کے دھلے کپڑے چلیں گے، دھوتی کرتا؟''

''چلیں گے۔'' وہ مسکراتا ہوا بولا

''کپڑے پہن لو، تو ٹیکسی بھی آ جائے گی۔'' یہ کہہ کر اس نے اپنے باپ کے کپڑے لا دیئے اور انہیں پہنانے میں اس کی مدد کی۔ وہ پہن چکا تو بولا

''نیہا تم نے میری بہت مدد کی، میری زندگی بچائی۔ میں.....''

''پلیز ان باتوں کو چھوڑو۔ اماں گئی ہے رکشہ لینے، آگے جا کر ٹیکسی خود لے لینا۔'' اس نے تیزی سے کہا

سندو نے یہ سنا تو خاموش رہا، پھر عجیب سے لہجے میں پوچھا

''نیہا۔! تجھے ڈر نہیں لگا؟''

''ڈر کیسا؟''

''یہی اتنے سنسان راستے سے تم آتی ہو، میں خون میں لت پت کوئی چور، غنڈہ.....'' اس نے پوچھا تو نیہا انتہائی تلخی سے بولی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کاہے کا ڈر، پیسہ ہمارے پاس نہیں، جو کوئی چھین لے گا، عزت ہے نہیں، جو لوٹ لے گا۔ اور میرا یہ ماحول ایسا ہی ہے، جس میں زندگی سسکتی ہے، ہم ساری عمر زندگی سے لڑتے ہیں۔'' نیہا نے کہا اور چونکتے ہوئے بولی ''ہاں یہ لو، تیرا زیور، اور تیرے پیسے، اس کپڑے میں ہیں۔''

''یہ نوٹ مجھے دے دو، باقی تم رکھ لو، شکریہ سمجھ کر۔'' سندو نے کہا، تو تیزی سے بولی

''نہیں، ہم بچیں گے تو خواہ مخواہ پکڑے جائیں گے۔ چوری کا سمجھ کر۔ سب لے جاؤ۔'' اس نے پوٹلی تھماتے ہوئے کہا۔ اتنے میں باہر رکشے کی آواز آئی۔ نیہا نے اسے سہارا دیا اور رکشے میں بٹھا دیا۔ کچھ دیر بعد رکشہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

اگلی شام جب وہ ہسپتال گئی تو اسے اخباروں سے زیادہ لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ رات والا شخص کون تھا۔ ایسا ہوتا ہے، جرائم کی دنیا میں کسی مجرم کے خوف کا تاثر زیادہ ہوتا ہے اور بذات خود وہ کچھ بھی نہیں ہوتا۔ حقیقت میں کوئی بات بہت کم ہوتی ہے لیکن جب لوگوں کی زبان پر چڑھتی ہے تو کہانیاں اور افسانے بن کر پھیل جاتے ہیں، حتٰی وہ ایسی افواہوں کا روپ دھارتے ہیں، جس کا حقیقت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا۔

یہ واقعہ گذرے، دو ماہ سے زیادہ کا وقت ہو گیا۔ اسی کی ماں کو جب بھی وہ ''زیور'' یاد آتا تو نیہا کو کوسنے دینے لگ جاتی۔ اس کے خیال میں ان کی زندگی بدل جاتی، اور شاید یہاں سے بھی نکل جاتے۔ نیہا کی وہی زندگی تھی۔ روزانہ جب وہ ان راہوں سے پلٹتی تو اسے وہ اجنبی یاد آ جاتا۔ اُسے کئی طرح کے خیال آتے، لیکن وہ انہیں جھٹک دیتی۔ غربت اور قسمت کا ساتھ شاید نہیں بنتا۔

ایسے ہی ایک رات جب وہ ہسپتال سے نکل کر بس سٹاپ کی جانب بڑھی تو ایک سیاہ مہنگی کار اس کے پاس آ رکی۔ اس کے ساتھ ہی پچھلی نشست کا دروازہ کھلا اور سندیپ اگروال نے اسے آہستگی سے پکارا

''نیہا، آؤ، میں تمہیں گھر چھوڑ دوں۔''

وہ ایک ہی نگاہ میں اسے پہچان گئی تھی۔ وہ ایک لفظ کہے بنا اس کے ساتھ جا بیٹھی۔ وہ حیران ضرور تھی کہ سندو نے اسے یاد رکھا۔ پہلی بار وہ کسی قیمتی گاڑی میں بیٹھی تھی۔

''تم نے تو یہ سوچا ہو گا کہ شاید میں تجھے بھول گیا ہوں، اب واپس پلٹ کر نہیں آؤں گا۔'' سندو نے کہا

''شاید ایسا ہی تھا، یا شاید یقین تھا کہ تم ایک دن پلٹ کر آؤ گے، میں کچھ کہہ نہیں سکتی۔'' نیہا نے بڑبڑانے والے انداز میں کہا۔ اس پر سندو کافی دیر تک خاموش رہا، پھر پوچھا

''نیہا، کیا تم اپنے گھر والوں کو بتا سکتی ہو کہ آج تم گھر نہیں آ رہی ہو، میں تجھے آج اپنا مہمان بنانا چاہتا ہوں۔''

''میں اگر تمہارے ساتھ نہ جانا چاہوں تو؟'' اس نے لرزتے ہوئے کہا، اس کے ذہن میں سندو کے بارے سنی ہوئی باتیں پھیل گئیں تھیں۔

''میں تمہارے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا، میں صرف درخواست کر سکتا ہوں تم سے، اسی لئے میں خود آیا ہوں، تمہیں لینے کے لئے۔'' اس نے دھیمے سے لہجے میں کہا۔ دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر وہ چاہتا تو اسے اپنے بندے بھیج کر اٹھوا بھی سکتا تھا۔ نیہا کچھ دیر تک سوچتی رہی۔ پھر ایک طویل سانس لے بولی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''ٹھیک ہے میں کہہ دیتی ہوں۔''

اس نے اپنی بہن کو فون کر کے بتادیا کہ اس دوہری ڈیوٹی کرنا ہوگی، اس لئے وہ کل دوپہر ہی کو آسکے گی۔ سندو اسے اپنے ساتھ لے گیا۔

وہ ایک عالی شان گھر تھا۔ پورچ میں کافی ساری گاڑیاں کھڑی ہوئیں تھیں۔ وہ اس کے ساتھ سہمی ہوئی اندر ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔ وہاں دو عورتیں کھڑی تھیں۔ سندو نے نیہا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

''اسے لے جاؤ اور فریش کر کے لاؤ۔''

وہ عورتیں ایسی تھیں، جیسے پرانے وقتوں میں بادشاہوں کی مشاطہ ہوا کرتی تھیں۔ وہ اسے ایک بڑے باتھ روم میں لے گئیں۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد جب وہ بدن پر تولیہ لپیٹے وارڈروب کے سامنے آئی تو ایک مشاطہ نے کہا

''یہ سارے ڈریس آپ کے لئے ہیں، جو بھی پسند کریں، ہم وہی نکال دیتی ہیں۔''

نیہا نے ہلکے کاسنی رنگ کا ایک ڈریس پسند کیا۔ کچھ دیر بعد وہ جب آئینے کے سامنے آئی تو خود کو بھی نہ پہچان پائی۔ ہلکے سے میک اپ کے ساتھ اس کا حسن اپنا آپ منوا رہا تھا۔

ملگجی روشنی میں بنگلے کے عقبی لان میں سندو کے سامنے والی کرسی پر نیہا بیٹھی ہوئی تھی۔ درمیان میں ایک میز تھی جس پر شراب کی بوتل کے ساتھ لوازمات دھرے ہوئے تھے۔ سندو نے دو چھوٹے پیگ بنائے اور ایک اس کی طرف بڑھا کر بولا

''نیہا، تمہارے نام، جس نے مجھے ایک نئی زندگی دی۔''

نیہا نے وہ جام پکڑا اور اپنے سامنے رکھتے ہوئے پوچھا،

''اتنا عرصہ کہاں رہے؟''

''تمہیں شاید یہ بہت عرصہ لگا ہو، لیکن میرے لئے بہت مشکل وقت تھا۔ ایک ماہ تک تو میں چھپ کر اپنا علاج کرواتا رہا۔ دراصل میں جنہیں اپنا دوست سمجھتا تھا، وہی میرے دشمن نکلے۔'' سندو نے گہرے دکھ سے کہا اور اٹھ گیا۔ نیہا بھی اس کے ساتھ اٹھ گئی۔ وہ دونوں چلتے لان کے سرے پر چلے گئے، جہاں کافی حد تک اندھیرا تھا

''کیوں وہ کیوں دشمن ہو گئے؟'' اس نے پوچھا

''تم شاید یہ بات نہ سمجھ سکو، یہ ایک لمبی کہانی ہے'' یہ کہہ کر وہ چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ ''انسان ایک دوسرے کا دوست یا دشمن سوچ ہی کی وجہ سے بنتا ہے۔ کچھ نظریات ایسے ہوتے ہیں جن کے ساتھ یا تو محبت پلتی ہے یا پھر منافقت۔ جس نظریے کی بنیاد، جیسے رویئے پر رکھی جائے گی، فطری طور پر انسانی سوچ میں وہی رویہ ان نظریات کے ساتھ پروان چڑھے گا'' یہ کہہ کر وہ پھر خاموش ہوا چند لمحے بعد اس نے خوشگوار لہجے میں کہا، ''خیر تم ان باتوں کو چھوڑو، میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں، تم یہ پیگ ختم کرو۔'' سندو نے کہا اور ہونٹوں سے لگا کر گلاس خالی کر دیا۔ ایسا ہی نیہا نے کیا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تم اپنے بارے میں یہی بتاؤں گے نا کہ تم ایک مجرم ہو۔'' نیہا نے کہا

''میں مجرم ہوں یا نہیں ہوں، بحث اس سے نہیں، لیکن تم ایک غریب نرس چاہے ہو، لیکن میری مسیحا ہو۔ میرا کوئی پتہ نہیں، میں کب اور کس وقت مارا جاؤں، لیکن میری محسن، میں تمہیں تو غربت سے نکال جاؤں۔'' اس نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا اور میز کے پاس جا کر بوتل سے دو پیگ بنا دیئے۔ پھر دونوں پیگ لے کر واپس نیہا کے پاس آ گیا

''کیا کرو گے میرے لئے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا

''دو راستے ہیں، ان میں سے ایک تم نے چننا ہے، جو تم چاہو، یا پھر تم بتا دینا۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا

''کیا، کون سے راستے؟'' نیہا نے پوچھا

'' جتنی دولت چاہو، مجھ سے لے لو، اور اپنی دنیا جس طرح چاہو بنا لو۔ اور دوسرا یہ کہ میرے ساتھ رہو،'' اس نے کہا اور نیہا کی آنکھوں میں دیکھا

''تم ایسا کیوں چاہتے ہو؟'' اس نے پوچھا

''تم چاہتی تو اس رات مجھے مار سکتی تھی۔ اس رات اگر میرے بہت سارے دشمن بن گئے تھے تو ایک اچھا انسان بھی مل گیا، تمہاری صورت میں۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر کہوں گا کہ عقیدت ہے تم سے۔ میری صرف ایک خواہش ہے کہ تم ایک پر سکون اور خوشیوں بھری زندگی گذارو، تمہارے یہ لفظ مجھے نہیں بھول رہے کہ، کاہے کا ڈر، پیسہ ہمارے پاس نہیں، جو کوئی چھین لے گا، عزت ہے نہیں، جو لوٹ لے گا۔ اور میرا یہ ماحول ایسا ہی ہے، جس میں زندگی سسکتی ہے، ہم ساری عمر زندگی سے لڑتے ہیں۔''

''سندو، جیسے تم کہو۔'' نیہا نے اچانک کہا اور اس کے گلے لگ کر شدت سے رونے لگی۔ وہ اسے تھپکتا رہا۔ کافی دیر بعد اس نے نیہا کو الگ کیا اور بولا

''اب نہیں رونا۔ واہگرو سب ٹھیک کر دے گا۔ آؤ کھانا کھاتے ہیں، پھر ساری رات پڑی ہے باتوں کے لئے۔''

اگلے دن نیہا کی آنکھ کھلی تو دن چڑھ آیا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہ خواب کی سی کیفیت میں ہے۔ اگلے چند دنوں میں اس کی زندگی ہی بدل گئی۔ اس نے ایک بڑی رقم دے کر اپنے والدین کو سمجھا دیا کہ وہ اب جو وہ نوکری کر رہی ہے، اس میں وقت کا کوئی تعین نہیں۔ والدین بھی سمجھ گئے کہ چڑیا اب گھونسلے سے اڑ گئی ہے۔

نیہا کو سندو کے ساتھ رہتے ہوئے ایک سال سے بھی زیادہ ہو گیا۔ اس دوران نجانے وہ کن ملکوں میں گئی اور کیا کچھ دیکھتی رہی۔ سندو بنیادی طور پر بہت اچھا انسان تھا۔ حالات اور خاص طور پر بھارت میں سکھوں کے ساتھ جو ہو رہا ہے اس کے ردعمل میں سندو جیسے کئی لوگ پیدا ہو چکے ہیں۔ بظاہر اس کا امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس تھا، لیکن اصل میں وہ جرائم کی دنیا میں بہت آگے تک نکل چکا تھا۔ اس کی اصل طاقت ببر خالصہ یا سکھ لیبریشن فرنٹ جیسی ایک سکھ تنظیم تھی، جو سامنے نہیں تھی، لیکن سکھوں کے اتحاد کے لئے پوری طرح کام کر رہی تھی۔ وہ ایک کاروباری نیٹ ورک

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abqhar.com

تھا، جس کے سائے میں وہ خاموشی کے ساتھ اپنا کام کرتے چلے جا رہے تھے۔ مختلف ملکوں اور حکومتی ایوانوں میں رسائی کے باعث وہ بہت مضبوط اور طاقت ور تھے۔

نیہا کے ذہن میں بھی کبھی نہیں تھا کہ وہ فلمی ہیروین بنے گی۔ ایک دن ایسے ہی مذاق میں بات چلی۔ ان کے ایک مشترکہ فلم پروڈیوسر دوست نے کہا کہ نیہا تو فلمی ہیروین لگتی ہے، کیوں نا اسے لے کر فلم بنائی جائے۔ اسی دن طے ہو گیا کہ وہ بھارت کی پنجابی فلم میں ہیروین ہوگی۔ اس دن سے پہلے اس کا نام کچھ اور تھا، نیہا اگروال اسی دن رکھا گیا تھا۔

نیہا کی پہلی فلم ہی ہٹ ہو گئی۔ اگلے دو برس میں وہ بھارتی پنجابی فلموں کی مقبول اور مصروف ہیروین بن گئی۔ اس دوران سندو کے اس کا ساتھ ویسے ہی رہا۔ اور سندو نے اپنی تنظیم کے لئے اس سے بہت سارا کام لیا۔ ایک عام لڑکی شاید وہ کچھ نہ کر سکتی، جو نیہا نے کیا۔ سندو اور نیہا نے شادی تو نہیں کی لیکن ایک انجانا اٹوٹ رشتہ ان میں موجود تھا۔ سندو کا جو بھی مقصد تھا، وہی اب نیہا کا تھا۔ ان کے لئے دولت کوئی مسئلہ نہیں تھی۔ یوں زندگی کے سفر پر اپنا مقصد لئے چلتے چلے جا رہے تھے۔

مختلف سکھ تنظیموں کے پانچ لڑکے سندو کی سرپرستی میں پنجاب کے ایک گردوارے میں مذہبی تعلیم کے ساتھ تربیت حاصل کر رہے تھے۔ ان کا تعلق بیرون ملک سے تھا۔ ایک سکھ گیانی ان کی تمام تر دیکھ بھال کر رہا تھا۔ سکھ پنتھ میں پانچ پیاروں کی بڑی اہمیت ہے۔ اسی نسبت سے ان پانچ لڑکوں کو ایک بڑے مقصد کے لئے تیار کیا جا رہا تھا۔ یہاں سے بنیادی مذہبی تعلیم لینے کے بعد انہیں کینیڈا لے جایا جانا تھا۔ وہاں انہیں جدید علوم کی تربیت دی جانی تھی۔ وہ پانچوں لڑکے تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنی جان وار دینے کا حلف دے چکے تھے۔ چند دن بعد انہوں نے کینیڈا چلے جانا تھا۔ سندو ان کی روانگی کے انتظامات میں لگا ہوا تھا کہ اچانک سندو سمیت وہ پانچوں لڑکے غائب ہو گئے۔ نیہا اور سندو کے ساتھیوں نے جب ان کی تلاش شروع کی تو انہیں بھی قتل کی دھمکیاں ملنے لگیں۔ چند ہی دنوں میں اس کے بہت سارے ساتھی مارے گئے، خطرہ کچھ زیادہ ہی بڑھا تو نیہا سمیت اس کی گینگ کے سارے لوگ زیر زمین چلے گئے۔

"وہ کون لوگ تھے، جنہوں نے سندو کا سب کچھ تباہ کیا، کچھ پتہ چلا۔" جیپال نے پوچھا تو نیہا بیڈ پر پھیلتے ہوئے بولی

"پہلے پہل تو بالکل ہی پتہ نہ چلا کہ وہ کون لوگ تھے، لیکن پھر آہستہ آہستہ معلوم ہو گیا کہ بھارتی خفیہ ایجنسی را کے لوگ تھے۔ ان کی مدد سنگھ پریوار کے مقامی لوگوں نے کی۔"

"ان لڑکوں کی ایسی کیا تربیت ہو رہی تھی کہ راوالوں کو اتنا بڑا آپریشن کرنا پڑا۔" جیپال نے الجھتے ہوئے پوچھا

"ان پانچ لڑکوں کو اس لئے تیار کیا جا رہا تھا کہ بھارت میں ان سیاست دانوں کو ختم کرنا ہے، جو کسی نہ کسی صورت میں سکھ نسل کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ اس کے علاوہ آئندہ آنے والے الیکشن میں سکھوں کی تمام حریت پسند تنظیمیں اپنا امیدوار کھڑا کرنے والی تھیں۔ یہ طے ہو گیا تھا۔ چونکہ پنجاب میں مسلمان بھی ہیں، ان سے سیاسی سطح پر بات ہو رہی تھی۔ اور یہ سب سندو کی سرپرستی میں ہو رہا تھا۔" نیہا نے ایک طویل سانس لے کر کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''وہ حملہ، جس میں تم اس سے ملی تھی، وہ کس نے کیا تھا، اس بارے کبھی تمہیں پتہ چلا؟'' جسپال نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا

'' بنیادی طور پر وہ بھی ''را'' ہی کا تھا، لیکن سندو کے بندے توڑ کر، وہ اس سے اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتے تھے۔''

''اب تم کیا چاہتی ہو؟'' جسپال نے پوچھا

''سندو اور ان پانچ لڑکوں کی واپسی۔'' اس نے سکون سے کہا

''دیکھو، زندگی اور موت تو رب کے ہاتھ میں ہیں، کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ ابھی تک زندہ ہیں، اور پتہ ہے وہ کہاں ہیں؟''

''مجھے ان کے زندہ ہونے کا پورا یقین ہے، کیونکہ وہ ''را'' والوں کی کسی فائل میں نہیں۔ ''را'' والوں نے انہیں پکڑا ضرور ہے لیکن اب وہ کہاں ہیں اس بارے کسی کو معلوم نہیں۔ را کے کرتا دھرتا کو بھی نہیں۔'' اس نے پورے یقین سے کہا تو جسپال خاموش ہو گیا۔ اس کا ذہن تیزی سے سوچ رہا تھا۔

''نیہا۔! اب میں سمجھا ہوں کہ تمہارا چہرہ جانا پہچانا کیوں لگا۔ تمہیں فلموں میں دیکھا ہوگا۔ اب فلمی مصروفیت.....'' جسپال نے پوچھا تو وہ بات قطع کرتے ہوئے بولی

''بالکل بھی نہیں، میں ان کے لئے گم ہو چکی ہوں۔ ابھی کچھ فلمیں ادھوری ہیں، لیکن کوئی بات نہیں، وہ ہو جائیں گی اگر سندو مل گیا تو۔'' وہ روہانسا ہوتے ہوئے بولی

''ریلکس نیہا۔! رب بھلی کرے گا، آؤ اب کھانا کھاتے ہیں۔ پھر سوچتے ہیں کہ کیا کرنا ہے۔'' جسپال نے کہا تو وہ اٹھ گئی۔

☆.....☆.....☆

میلے والا میدان سج گیا تھا۔ پچھلے برس میلہ نہیں ہوا تھا، سو اس بار پورے علاقے کے لوگوں میں جوش و خروش عروج پر تھا۔ سب کچھ ویسے ہی ہو رہا تھا، جیسے ہر برس ہوتا تھا۔ چھا کا اور اس کے ساتھی پوری طرح اس میلے کی نگرانی کر رہے تھے۔ علاقے سے بہت سارے شہہ زوروں نے اپنے طور پر بھی ذمہ داری لے لی تھی کہ وہ میلے میں کسی قسم کی گڑبڑ نہیں ہونے دیں گے۔ پہلے دن کی شام جب میں وہاں گیا تو میلہ بھرپور تھا۔ میں نے ایک چکر لگایا اور واپس برگد کے درخت کے پاس آ گیا جہاں پر وہ درویش ملے تھے۔ اس وقت وہ درخت کے پاس نہیں تھے، بلکہ آگ اسی طرح جل رہی تھی اور پرانی سی کیتلی میں چائے اُبل رہی تھی۔ اُن کی گدڑی اور دوسری چیزیں ویسے ہی پڑی ہوئیں تھیں۔ میں ایک جانب ہو کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد مجھے یوں لگا جیسے وہ اچانک درخت کے پیچھے ہی سے نمودار ہوئے ہوں۔ وہ آ کر اپنی گدڑی پر بیٹھتے ہوئے بولے

''ہاں بھئی نوجوان، تیرا میلہ تو بہت زوروں کا لگا ہے۔ بڑے لوگ آئے ہیں یہاں پر۔''

'' میرا میلہ کیا ہے بابا جی، آپ خود ہی رونق لگا کر بیٹھے ہیں۔ ورنہ میں کیا اور میری بساط کیا۔'' میں نے عاجزی سے کہا

''عاجزی اچھی شے ہے نوجوان، پر بندے کی اپنی انا بھی تو ہونی چاہئے۔ جس طرح بندگی میں خلوص اور ریاکاری ہوتی ہے۔ اس میں ذرا سا ادھر ادھر ہو جانے سے بندگی میں عروج آ جاتا ہے یا پھر بندگی ہی سے خارج ہو جاتا ہے، اسی طرح بندگی میں عاجزی بڑی ضروری ہے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abqhar.com

کیونکہ یہ بندے کی شان ہے اور تکبر رب تعالی کی شان۔ ہم اگر اتنا ہی کہہ دیتے ہیں کہ تو خدا ہے، تو میں اس میں کہاں ہوں۔ میں نے اپنے آپ کو تو خارج کر دیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ تُو میرا خدا ہے تو اس میں میرا ہونا ہوا۔ اور عاجزی یہ ہے کہ کہا جائے میں تیرا بندہ ہوں۔ اس میں 'میں' کا وجود ہوا۔ رب تعالی پر یقین کے ساتھ اس پر کلی بھروسہ ہی عاجزی ہے۔ یہ بندہ ہی کرتا ہے۔''

''یہ زندگی، اور اس میں بندگی ایک وجود کے ساتھ ہی ہے نا، یہ تو میں نے بات سمجھ لی ہے۔'' میں نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا

''اور اس وجود میں میں کیا کچھ ہے؟ یہ فطری سی بات ہے کہ ہم اسے عقل کے ساتھ دیکھتے ہیں کہ عقل بھی تو اسی وجود میں پڑی ہے۔ عقل سے سوچنا بھی تو فطری ہے، یہی وہ شے جو اس راستے پر ڈالتی ہے جہاں ہم اشیاء کو دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ یہ فطرت ہے کہ عقل حیران ہوتی ہے تو تجسس بڑھتا ہے، تجسس ایک راستے پر ڈالتا ہے اور عقل اس کی راہنمائی کرتی ہے، یہاں تک کہ عقل ایک منزل پر آ کر ٹھٹھک جاتی ہے۔ کیونکہ عقل سے جہاں حیرتیں ابھرتیں ہیں، وہاں عقل ایک تماشہ بھی کرتی ہے۔''

''وہ تماشے کیا بابا جی؟'' میں نے تجسس سے پوچھا تو وہ ہلکا سا مسکرائے اور بولے

''عقل ہر وقت ایک نیا بُت گھڑنے میں مصروف رہتی ہے۔ یہ ہمارے اردگرد جو نت نئے بُت وجود میں آتے ہیں یہ عقل ہی تو گھڑ رہی ہے، اب کسی بُت کا ظاہری وجود ہے اور کسی کا ظاہری وجود نہیں۔ عقل بُت خانہ سجائے بیٹھی ہے، یہاں تک کہ کوئی ابراہیم آ جاتے ہیں اور وہ بُت خانہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اب دیکھو عقل کی منزل کہاں پر ظاہر ہوتی ہے؟ اور عشق اپنی تمام تر جولانیاں کہاں دکھاتا ہے؟ یہاں تک کہ اس حلقہ آفاق میں جو گرما گرمی ہے، یہ کس کے دم سے ہے، اسی انسانی وجود سے۔''

''بابا جی جہاں تک میں سمجھ چکا ہوں کہ انسان اپنے ہی خیالات سے بُت گری کرتا ہے اور اسی میں ہی بُت خانہ ختم ہو جاتا ہے۔'' میں نے بات سمجھتے ہوئے اسے دھرایا۔

''یہ نہیں سمجھو گے کہ عقل کے بُت کون سے ہیں، عورت کی خواہش، لالچ، تکبر، حکومت، حسد، یہ سب عقل میں بُوں کی طرح نصب ہو جائیں تو وجود بُت خانہ بن جاتا ہے، اور بُت خانوں میں کیا ہوتا ہے، کیا تم نہیں جانتے ہو؟'' انہوں نے دھیمے انداز میں کہا تو میں سر ہلا کر رہ گیا اور پھر جواب دیتے ہوئے کہا

''وہاں تو پھر بُت پرستی ہوگی،''

''ایک دوسری طرح کے بُت بھی ہوتے ہیں، وہ نظریات ہیں۔ اپنے طور پر نظریہ گھڑ لیا اور پھر اس پر ڈٹ گئے، اب اس سے کیا ہوتا ہے اور کیا نہیں ہوتا، یہ ایک الگ سی بحث ہوگی، مگر یہ دیکھو تمام فلسفے اور نظریات بھی تو اسی صورت میں سے ہوتے ہیں، جو انسانی وجود میں ہے۔''

''یہ تو ہے۔'' میں نے تیزی سے کہا

''ابھی تم نے پوچھا کہ زندگی کے یہ تماشے؟'' یہ کہہ کر انہوں نے میری طرف دیکھا اور بولے'' زندگی کیا ہے؟ پہلے تو یہ سمجھنا ہوگا، زندگی کو تسخیر کرنے کے عمل کو ہی زندگی کہتے ہیں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''زندگی کو تسخیر کیا کیسے جاتا ہے بابا جی؟'' میں نے پوچھا تو ہولے سے ہنس دیئے، پھر میری طرف پرشوق نگاہوں سے دیکھ کر بولے

''اپنے آپ کو تسخیر کر لو۔ زندگی خود بخود تسخیر ہو جائے گی۔ اتنا بھی نہیں سمجھتے ہو کہ تم خود زندگی کے مظہر ہو، خود زندگی ہو، جو رب تعالیٰ نے تمہیں تفویض کر دی ہے۔''

یہ کہہ کر انہوں نے آنکھیں بند کر لیں۔ کتنی دیر تک وہ اسی کیفیت میں رہے۔ اس دوران میں نے میدان کی جانب دیکھا۔ میلہ اپنے بھرپور انداز میں سجا ہوا تھا۔ وہ میدان جہاں سارا سال اندھیرا چھایا رہتا تھا، اس رات برقی قمقموں سے یوں روشن تھا، جیسے دن چڑھا ہو۔ وہ درویش آنکھیں بند کئے پڑے رہے، کافی دیر گذر جانے کے بعد بھی انہوں نے توجہ نہ کی تو میں اٹھا اور واپسی کے لئے چل دیا۔

میں گھر آیا تو اماں کے سوہنی موجود تھی۔ میں ہاتھ منہ دھو کر کھانے کے لئے بیٹھا تو اماں نے کہا

''حویلی میں جا کر کھاؤ، تانی کئی بار تمہارا پوچھ چکی ہے۔ آج نجانے کیوں وہ بہت اداس لگ رہی ہے۔ اس کی دل جوئی کرو جا کر۔''

میں چند لمحے اماں کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر سوہنی کی طرف دیکھا، جس کا آدھے سے زیادہ چہرہ آنچل میں چھپا ہوا تھا۔ وہ سر جھکائے بیٹھی تھی ،اس نے ایک لفظ نہیں کہا۔ میں اٹھا اور باہر کی جانب چل دیا۔

تانی اب کافی حد تک ٹھیک ہو گئی تھی۔ وہ اب اپنے سہارے اٹھ بیٹھ جاتی تھی۔ جب سے تانی واپس نور نگر آئی تھی، میں نے اس کی بھرپور نگہداشت کی تھی۔ تانی اسی میں خوش تھی کہ میں اس کے پاس ہوں اور میلے کے انتظامات کو بھی نظر انداز کر دیا تھا۔

تانی ایک کمرے میں دھیمی روشنی کئے پڑی تھی۔ میں نے جا کر کمرہ روشن کر دیا تو میری نگاہ اس کے چہرے پر پڑی۔ تانی نے تیزی سے یوں اپنے آنسو پونچھے، جیسے اس کی چوری پکڑی گئی ہو۔ اس نے ایک سیاہ ٹراؤزر پر سفید کرتا پہنا ہوا تھا۔ میں اس کے پاس بیڈ پر ہی بیٹھ گیا تو وہ اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔ میں نے اسے منع نہیں کیا۔ میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کس حد تک ٹھیک ہے۔ وہ سکون سے بیٹھ گئی تو میں نے دھیمے سے پوچھا

''تانی کیا بات ہے، کیوں رو رہی ہو۔''

میرے یوں پوچھنے پر اس نے میری طرف حیرانگی سے دیکھا اور بولی

''تمہیں کس نے کہا کہ میں رو رہی ہوں، یہ تو ایسے ہی آنکھوں میں چبھن ہو رہی ہے۔''

''اچھا تم ایسا کرو، اٹھو، میں تمہیں ایک اچھا سا سوٹ دیتا ہوں، وہ پہنو، ہم میلے پر گھوم کر آئیں۔'' میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا

''سوٹ میں نکال کر پہن لیتی ہوں، لیکن میلے پر نہیں جاپاؤں گی، یہ جو فائر لگا ہے اس کا زخم ابھی ٹھیک نہیں ہوا۔ بے احتیاطی کی تو.....''

اس نے کہا تو میں نے اس کی بات قطع کرتے ہوئے کہا

''چلو، اٹھو تو سہی، ایک لڑکی دکھائی دو، پھر کھانا کھاتے ہیں اور گپیں لگاتے ہیں۔''

''یہ ٹھیک ہے۔'' یہ کہتے ہوئے وہ اٹھ گئی۔ میں کمرے سے باہر آ گیا۔ سارا اپنے بیٹے مراد کے ساتھ اپنے کمرے میں تھی۔ میں نے وہاں موجود ملازم سے کہا کہ وہ ہمارا کھانا چھت پر لگا دے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

میں ڈرائینگ روم میں ہی تھا کہ تانی آف وائٹ کلر کے سوٹ پہنے وہاں آ گئی۔

''آؤ اوپر چلتے ہیں چھت پر۔ وہیں کھانا کھائیں گے۔''

''مجھے سے شاید سیڑھیاں.....'' اس نے کہا ہی تھا کہ میں نے اسے اسے اپنے بازوؤں پر اٹھا لیا۔ اس کا چہرہ میرے چہرے کے قریب تھا۔ میں نے دیکھا اس کے ہونٹوں پر ایک دم سے مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ اس نے اپنے بازو میری گردن کے گرد حمائل کر دیئے۔ میں اسے بازوؤں میں بھر کر سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔۔ وہ مسلسل میری طرف دیکھ رہی تھی۔ ملازم نے چارپائی نکال کر بستر لگا دیا تھا۔ چھت پر لا کر میں نے اسے بستر پر بٹھا دیا اور خود سامنے والی کرسی پر بیٹھ کر میلے کی روداد سنانے لگا۔ وہ سنتی رہی۔ کھانا بھی کھا لیا۔ اس دوران اس کا موڈ خاصا خوشگوار ہو گیا۔ چائے کے مگ دے کر جب ملازم چلا گیا تو میں نے تانی سے پوچھا

''سچ بتانا تانی، کیوں افسردہ تھی تم۔ کسی نے کچھ کہا یا کسی کی کوئی بات بری لگی یا.....''

''نہیں، نہیں، ایسا کچھ نہیں ہے، ایسا سوچنا بھی مت، مجھے یہاں سے پیار ہی اتنا ملا ہے کہ میں ساری زندگی کا پیار جمع کر لوں تو بھی اس کے برابر نہیں ہے۔ ایسا کچھ نہیں ہے جمال۔''

''تو پھر تم اداس کیوں ہو؟'' میں نے پوچھا تو ایک دم سے مضطرب ہو گئی، اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا، پھر بالوں میں انگلیاں پھیر کر زور سے آنکھیں بند کیں اور ایک طویل سانس لے کر بولی

'' جمال۔! مجھے ڈر لگتا ہے کہ تم لوگ مجھ سے نفرت نہ کرو، مجھے خود سے الگ نہ سمجھو۔ پلیز''

''یار ایسی کیا بات ہو گئی ہے۔'' میں نے اس کا جذباتی پن دیکھ کر پوچھا، پھر اس کے پاس بیٹھتے ہوئے اس کی سر سہلایا

''جمال۔! میں مسلمان نہیں بلکہ مسیحی ہوں۔''

اس نے ڈرتے ہوئے کہا تو اس انکشاف پر میں ایک دم چونکا تو ضرور لیکن خود پر قابو رکھتے ہوئے پوچھا

''تو پھر، اس میں اداسی کی وجہ؟''

'' جمال، میری ساری زندگی نفرتوں میں گذری ہے، کچھ اپنوں سے، کچھ بیگانوں سے۔ روہی میں مجھے عزت ملی، احترام ملا، مجھے اعتماد ملا۔ اپنے ہونے کا احساس ہوا، لیکن محبت نہیں ملی۔ میں جب سے نور نگر آئی ہوں، میں نے اتنا پیار پایا ہے کہ میں بتا نہیں سکتی۔ خاص طور پر اماں سے۔ میں سمجھتی ہوں اماں ہی ایک ایسی ذات ہے جس نے سب کو پرو کر رکھ دیا ہے۔ آج ہم یہاں ہیں تو یقین جانو اماں کی وجہ سے۔'' اس نے بے حد جذباتی لہجے میں کہا

''یہ تم کیسے کہہ رہی ہو؟'' میں نے پوچھا

''میں جانتی ہوں کہ سوہنی تم سے بے حد محبت کرتی ہے، اتنی محبت کہ تم بھی اس کا تصور نہیں کر سکتے ہو۔ اس کی محبت کے سامنے تو مجھے اپنی محبت بہت کم لگی ہے۔ باپ سے نفرت اپنی جگہ، لیکن پھر بھی وہ تم سے محبت کرتی چلی جا رہی ہے۔ عورت سب کچھ برداشت کر لیتی ہے، لیکن محبت

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں شراکت برداشت نہیں کرتی۔ سونی یہ جانتے بوجھتے ہوئے کہ میں تم سے شدید محبت کرتی ہوں، اور اسی وجہ سے یہاں ہوں، اس نے نہ صرف برداشت کیا، بلکہ تم سے محبت ہونے کے ناطے مجھے پیار اور احترام دیا۔ ایسا کیوں ہوا، صرف اماں کی وجہ سے۔"

"اماں کی وجہ سے، میں سمجھا نہیں؟" میں نے پوچھا تو وہ بولی

"سونی طوائف کی بیٹی تھی، اس نے اس ماحول میں آنکھ کھولی، بچپن سے جوانی تک تربیت حاصل کی۔ مگر کہاں گئی وہ تربیت، وہ ماحول، اماں کے پاس آئی، اس کے پاس رہی اور آج وہ کیا ہے، شاید تم اور میں نہیں سوچ سکتے۔ مجھے کبھی بھی یہ احساس نہیں ہوا کہ میں مسیحی ہوں، لیکن اسے دیکھ کر مجھے لگا کہ پرستش کے لئے کوئی اور طاقت ہے۔"

"مطلب کیسے۔ تم کھل کر بتاؤ۔" مجھے خود تجسس ہونے لگا تھا۔ وہ مجھے ایک نئی سونی سے متعارف کروا رہی تھی۔

"اماں تو عبادت کرتی ہے، لیکن سونی دوہری عبادت کر رہی ہے۔" اس نے کہا

"دوہری عبادت۔ کیا مطلب؟"

"مثلاً، اماں نماز پڑھتی ہے، سونی بھی پڑھتی ہے۔ جتنا اماں جاگتی ہے، اتنا وہ بھی جاگتی ہے، لیکن سونی اماں کی خدمت کرتی ہے۔ وضو سے لے کر جائے نماز بچھا دینے تک کے چھوٹے چھوٹے کام۔ سونی کے اندر کی طوائف نجانے کب کی مر چکی ہے۔ وہاں تو ایک عبادت گذار ہندی موجود ہے۔" اس نے بڑے جذباتی لہجے میں بتایا تو میں چند لمحے خاموش رہا پھر تانی کی طرف دیکھ کر کہا

"تانی، میری اماں ہے ہی ایسی۔ سچ پوچھو تو مجھے خود نہیں معلوم کہ میری اماں کیا ہے، بس مجھے تو اتنا ہی معلوم ہے کہ وہ میری ماں ہے اور میری ساری طاقت اس کی دعا ہے۔ خیر، تمہارے بارے میں کبھی تجسس کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔ کیا تم اپنے بارے میں مجھے بتاؤ گی۔"

"کیوں نہیں، میں تو بتانا چاہتی تھی، لیکن نفرت....." اس نے کہنا چاہا تو میں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا تو وہ کہتی چلی گئی

"میرا باپ اندریاس گوجرانوالا کا رہنے والا تھا۔ اس نے پادری بننے کی تعلیم حاصل کی اور پھر ایک برطانیہ کی شہریت رکھنے والی پاکستانی نژاد عورت سے شادی کر لی جو میری ماں تھی۔ میں برطانیہ میں پیدا ہوئی تھی، اور میری شہریت وہیں کی ہے۔ میرا ایک بھائی ہے جو کبھی پاکستان میں ہوتا ہے اور کبھی برطانیہ، وہ بزنس کرتا ہے، اور یہاں کی مسیحی برادری میں اس کا بہت اثر رسوخ ہے۔ میں زیادہ عرصہ برطانیہ میں رہی ہوں۔ میں نہیں چاہتی تھی مجھے نن بننے کی تعلیم دی جانے لگی تھی۔ مجھے تو پہلے ہی سب پسند نہیں تھا اوپر سے ایک نوجوان پادری میرے جسم کے حصول میں لگ گیا۔ دراصل مجھے نن نہیں بنایا جا رہا تھا، بلکہ ایک ایجنٹ بنانے کی تربیت دی جا رہی تھی۔ اسی دوران میرے باپ نے میری ماں کو قتل کر دیا۔ وہ پکڑا نہیں گا، بلکہ وہاں سے فرار ہو گیا اور پھر اس کے بعد ہم نے اس کی صورت نہیں دیکھی۔" یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئی۔

"پھر کیا ہوا؟" میں نے پوچھا

"پھر کیا ہونا تھا، ہماری بلکہ میری بدقسمتی کا آغاز ہو گیا۔ مجھے لوٹ کا مال تصور کر لیا گیا۔ سب سے پہلے اس نوجوان پادری نے مجھے اپنی رکھیل بنائے رکھا۔ جب وہ مجھ سے اکتا گیا تو بڑے کردار کے الزام کے ساتھ مجھے نن تو نہ بننا پڑا، مجھے ایجنٹ بننے کی تربیت دی جانے لگی۔ میری شکل

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

صورت دیکھ کر لوگوں کو ورغلانے کی تربیت دی جانے لگی۔ دوسرے لفظوں میں مجھے تربیت یافتہ طوائف بنا دیا گیا۔'' اس نے انتہائی دکھ سے بتایا

''روہی کیسے پہنچی ؟''

''مجھے پاکستان میں چھوڑا گیا اور یہاں کے کئی سیاست دانوں کو اپنے مقصد کے لئے استعمال کرنے کا ٹارگٹ دیا گیا۔ اور میں کرتی رہی ۔ میں چند سیاست دانوں کے بارے میں تو پوری تفصیل سے بتا سکتی ہو۔ کون، کیا ہے؟ اسی دوران مجھے ایک ابھرتے ہوئے سیاست دان کا ٹاسک دیا گیا۔ ظفر سیال تھا نام اس کا، میں اس کے قریب ہوئی لیکن وہ میرے ہتھے نہ چڑھ سکا۔ اس کا کردار بہت مضبوط تھا۔ مجھے اس کے قتل کر دینے کا کہا گیا۔ میں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اسے ساری صورت حال بتا دی۔ وہ روہی کا پروردہ تھا۔ اس نے مجھے وہاں بھیج دیا۔ مہر خدا بخش نے مجھے بہت عزت دی۔ میں نے جو سیکھا تھا، سب وہاں سکھا دیا، جیسے تم نے نشانہ بازی کا تحفہ وہاں دیا۔''

''دیکھو۔ ! یہ راز تمہارے اور میرے درمیان ہی رہے گا۔ تم کیا تھی اور کیا ہو، یہ کسی کو معلوم نہیں ہونا چاہئے۔ تمہیں یہاں عزت ہی ملے گی۔'' میں نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔ پھر اسے الگ کر کے اس آنکھوں ہی آنکھوں میں یقین دلایا۔ وہ ایک دم سے رُو پڑی، پھر بولی

''جمال۔ ! کس قدر رذلیل ہوتی ہے یہ عورت جب اسے لوٹ کا مال سمجھ لیا جائے۔''

''لیکن اب نہیں ہو۔ یہاں رہو، ہمارے ساتھ فیملی ممبر بن کر، باقی سب بھول جاؤ۔'' میں نے کہا تو اس نے آنسو پونچھ لئے۔ پھر اس کے بعد ہم دیر تک بیٹھے روہی کو یاد کرتے رہے۔

☆......☆......☆

صبح کا سورج طلوع ہو گیا تھا۔ جسپال بیدار ہوا اور کتنی دیر تک پڑا سوچتا رہا کہ سندیپ اگروال عرف سندو کو کہاں تلاش کرے ۔ اسے غائب کرنے والی بھارت کی ریاستی خفیہ تنظیم 'را' تھی۔ اسے یہ تو اعتماد تھا کہ یہاں کام کے لئے وہ اکیلا نہیں ہوگا۔ اسے لوگ مل جائیں گے۔ مگر وہ کس سے کیا کام لے؟ اگر یہ معلوم ہوتا کہ سندو کہاں ہے، تب کوئی پلاننگ کی جا سکتی تھی، اسے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ بھارت میں بھی ہے یا نہیں، یہ بھی یقین نہیں تھا کہ وہ زندہ بھی ہے اسے مرکر اس کا وجود ہی ختم کر دیا گیا ہو۔ وہ پھر چاہے ساری عمر ٹامک ٹوئیاں مارتا رہے۔ سندو، اسے کہاں ملتا۔ یہ سوچتے ہوئے اچانک اسے خیال آیا یہ سب کہیں اس کے لئے دھوکا تو نہیں؟ اسے خواہ مخواہ ایک ایسا ٹاسک دے دیا گیا ہے جس کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں۔ وہ ایک دم سے بے چین ہو گیا اگر جسمیندر نے ایسا کیا تو یہ بہت غلط کیا تھا۔ کیا اسے اب وہ اس کا دوست نہیں رہا اور اسے بڑے آرام سے راستے سے ہٹا دینا چاہتا ہے؟ جسپال کو بہتیرے ایسے خیال آتے چلے گئے۔ ایک دم سے اسے لگا جیسے وہ اگر یہاں کچھ دیر اور پڑا رہا تو قنوطی ہو جائے گا۔ لہٰذا اسے یہاں سے اٹھ جانا چاہئے۔ وہ اٹھا اور کچن کی طرف چل دیا۔ ابھی اس نے چائے کا پانی دھرا ہی تھا کہ گرمیت کسی جن کی طرح آ گیا۔

''او بائی جی مجھے بتاؤ، میں آپ کو چائے دے کے آتا ہوں۔''

''میں نے کہا تمہیں کیا تکلیف دینی ہے یار۔'' جسپال نے کہا تو وہ تیزی سے بولا

''او نہیں بائی جی، آپ بیٹھ جا کر، میں لاتا ہوں چائے، میڈم تو ابھی دیر سے اٹھے گی، آپ ناشتہ کہو تو وہ بھی بنا دیتا ہوں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ابھی چائے لے آ۔'' یہ کہہ کر جسپال اپنے کمرے کی بالکونی میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ وہ باہر کے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا کہ گرمیت چائے لے کر آ گیا۔ جسپال نے سپ لے کر کہا

''یار چائے تو تم نے اچھی بنائی ہے،'' یہ کہہ کر وہ چند لمحے خاموش رہا پھر پوچھا۔''یار گرمیت تو نے کبھی سندو صاحب کو دیکھا ہے؟''

''کیوں نہیں جی، چھوٹا سا تھا جب میں ان کے پاس آیا تھا، پھر یہیں پلا بڑھا ہوں۔'' اس نے تیزی سے بتایا تو وہ ایک دم سے چونکتے ہوئے بولا

''دیکھ، تجھے معلوم ہے کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں، تیری میڈم کو تو صرف اتنا معلوم ہے کہ سندو کا کچھ پتہ نہیں، اب ہمیں تلاش کرنا ہے، تو مجھے یہ بتا سکتا ہے کہ تجھے کس پر شک ہے۔'' جسپال نے پوچھا

''اگر مجھے معلوم ہوتا نا تو سندو صاحب کو اپنی جان دے کر بھی لے آتا۔'' اس نے حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا اور بولا

''چل تو مجھے یہ بتا کہ سندو کو سب سے زیادہ کس پر اعتماد تھا۔ وہ اپنے اہم مشورے کس سے کرتا تھا۔'' جسپال نے پوچھا

''ہاں۔ ایہ میں بتا سکتا ہوں، یہیں چندی گڑھ کا ہی ایک نوجوان ہے، سندو صاحب جتنی عمر تھی اس کی۔ نام اس کا ہے سردار کلیان سنگھ لیکن سب اسے کولی کہتے تھے۔''

''تھے کا کیا مطلب؟'' جسپال نے چونک کر پوچھا

''بزنس تو وہ پہلے ہی کرتا تھا، اب اس کا بزنس بہت بڑھ گیا ہے۔ وہ بڑا آدمی ہے، اب سارے اسے کلیان سنگھ ہی کہتے ہیں۔'' گرمیت نے بتایا

''یہیں چندی گڑھ میں ہوتا ہے یا ......'' اس نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا

''یہاں ہوتا ہے جی، یہاں کی سیاست میں اس کا بڑا نام ہے، سندو صاحب سے جب دوستی تھی، تب بھی سیاست میں اس کا نام بولتا تھا۔'' اس نے تیزی سے بتایا

''اچھا، تم کیا سمجھتے ہو کہ سندو کا سب سے بڑا دشمن کون تھا؟'' اس نے پوچھا

''کئی سارے تھے، کوئی ایک تھا۔ حکومت کے لوگ اس کے پیچھے تھے، انڈر ورلڈ کے لوگ الگ، کاروباری دشمن الگ، کوئی ایک نام تو نہیں ہے۔'' گرمیت نے بتایا

''اچھا تو ایسا کر، بہترین ناشتہ بنا میں اتنے میں تیار ہوتا ہوں۔ اس دوران تو نے یہ سوچنا ہے کہ سندو کا سب سے بڑا دشمن کون تھا اور وہ کہاں پایا جا سکتا ہے، بس اتنا یاد کر کے بتا۔'' جسپال نے اسے خالی مگ دیتے ہوئے کہا تو وہ سر ہلاتے ہوئے پلٹ گیا۔ جسپال نے ایک سرا پکڑ لیا تھا۔ اسے اس سے غرض نہیں تھی کہ اس کے آخر میں کچھ ملتا بھی ہے یا نہیں۔ اسے تو کوشش کرنا تھی۔ اسے نجانے کب یہ سنا تھا کہ چوری تلاش کرنی ہو تو پہلے اسی جگہ سے کرو، جہاں چوری ہوئی ہو۔ بلاشبہ وہاں سے کوئی نہ کوئی ایسی راہ مل جائے گی۔ اور اگر چوری غائب کرنی ہو تو اس جگہ وہیں سے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abqhar.com

بھٹکایا جاسکتا ہے۔

وہ تیار ہو کر ناشتہ کر چکا تو اسی دوران جسمیندر کا فون آ گیا

''لگتا ہے اچھا خاصا آرام کرلیا ہے تو نے۔''

''تجھے خواب آ گیا، یا ویسے ہی کہہ رہے ہو؟'' جسپال نے خوشگوار موڈ میں کہا

''یار ہم جس دنیا میں ہیں نا، وہاں لہجے سے نیت پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں، تم نے فون نہیں کیا، میں نے یہی اندازہ لگایا ہے کہ تم آرام کر رہے ہو۔''

''میں نے آرام بھی کرلیا اور خود کو تیار بھی، اب تم بولو۔'' جسپال نے کہا

'' پہلی بات تو یہ ہے کہ نیہا کے اس ٹھکانے کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہونا چاہئے، اس کے پاس فی الحال کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ تم جس قدر جلدی ہو سکے یہاں سے شفٹ کر جانا، دوسری بات یہ ہے کہ ابھی یہاں سے نکلو تو سکھنا جھیل کے جنوب مغرب میں گرو ساگر صاحب کا گرودوارہ ہے۔ وہاں ماتھا ٹیکنے پہنچو، وہیں کچھ لوگ تمہیں مل جائیں گے۔ اگر چاہو تو اسی گرودوارے میں رہ سکتے ہو۔''

''مجھے ٹھکانے کی پرواہ نہیں، بس بندے کام کے دے دینا، باقی رب جانے۔'' میں نے کہا اور فون بند کر دیا۔ نیہا ابھی تک سو رہی تھی۔ میں نے اس پر ایک نگاہ ڈالی اور باہر نکلتا چلا گیا۔

سرور روڈ سے آگے جا کر اسے کچھ رکشے کھڑے دکھائی دیئے۔ اس نے ایک رکشہ لیا اور گرودوارے چل پڑا۔ اس نے گولف کلب کی طرف سے راستہ لیا تھا۔ تقریباً بیس منٹ بعد وہ گرودوارے کے سامنے تھا۔ ماتھا ٹیکنے کے بعد وہ پلٹ کر صحن میں آیا تو ایک نوجوان لڑکے نے اس کے سامنے آ کر کہا

''ست سری اکال جسپال بائی جی۔''

''ست سری اکال، کیا نام ہے تمہارا۔'' جسپال نے پوچھا تو وہ بولا

''نام تو سچے گرو مہاراج کا ہے جی۔ ہم تو سیوک ہے ہیں جی۔ آپ سیوک سنگھ ہی کہہ لو جی۔'' یہ کہہ کر اس نے ایک طرف اشارہ کیا، جہاں ایک لڑکی کھڑی اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ''آئیں جی، میں آپ کو اپنی دوست سے ملواؤں۔'' یہ کہہ کر وہ اس طرف بڑھ گیا۔ جسپال اس کے پیچھے چلا گیا۔ ان کے پاس پہنچے تو نارنجی رنگ کے شلوار قمیض میں فربہ مائل لڑکی کی طرف اشارہ کر کے بولا

''یہ رونیت کور ہے، سمجھ لیں میری باس ہے، یہیں چندی گڑھ سے پڑھی ہے۔ باقی آپ اس سے خود پوچھ لیجئے گا۔''

''ست سری اکال جی۔'' اس لڑکی نے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا، جسپال نے اس کے چہرے پر دیکھا، اس کی آنکھیں زیادہ روشن اور باتیں کرنے والی تھیں۔ اس نے بھی فتح بلائی تو دوسری کی طرف اشارہ کر کے کہا

''اگر یہیں بیٹھ کے بات کرنی ہے تو وہاں دالان میں بیٹھتے ہیں، ورنہ کہیں باہر چلتے ہیں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میرے خیال میں یہیں باہر بیٹھ جاتے ہیں۔۔'' جسپال نے کہا تو سیوک سنگھ باہر کی طرف چل پڑا، وہ تینوں بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔ گرودوارے کے کافی کھلا لان تھا۔ وہ وہیں بیٹھ گئے۔ کچھ دیر اجنبیت دور کرنے میں لگ گئی۔ تبھی جسپال نے ان کی طرف دیکھ کر کہا

''مجھے نہیں معلوم کہ آپ میری کیسے مدد کریں گے، لیکن ہمیں ایک آدمی تلاش کرنا ہے جس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے۔ زندہ بھی ہے یا پورا ہو گیا ہے۔''

''آپ کے ذہن میں کوئی بات ہے؟'' رونیت کور نے پوچھا

''ہاں ہے۔ مجھے ایک ایسے بندے سے اس کی تلاش شروع کرنا ہو گی جس پر مجھے محض شک ہے۔'' جسپال نے گہری سنجیدگی سے کہا

''کون ہے وہ؟'' سیوک سنگھ نے پوچھا

''وہ اس شہر کا مشہور بزنس مین کلیان سنگھ ہے۔ مجھے اس کے بارے کچھ معلومات چاہئے۔'' جسپال نے کہا تو رونیت کور اور سیوک سنگھ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، پھر رونیت کور بولی

''جو بھی معلومات ہوں گی، مل جائیں گی۔''

''تو پھر آج ہی سے کام شروع کر دیں۔'' جسپال نے کہا تو سیوک بولا

'' اگر آپ گرودوارے میں رہنا چاہتے ہیں تو بات کر لیتا ہوں۔ مسئلہ کوئی نہیں ہو گا۔ لیکن اگر آپ کہیں دوسری جگہ رہنا ہے تو آپ ہمارے ساتھ چلیں، یہ رونیت کور آپ کی میزبان ہو گی۔''

''چلو۔'' اس نے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ دونوں اس کے ساتھ چل پڑے۔

☆.....☆.....☆

وہ میلے کے آخری دن کی دوپہر تھی۔ میں اپنے گھر ہی میں تھا۔ اس تیسرے دن کی شام میرا ارادہ تھا کہ میں میلے میں جاؤں۔ دو دن تک کسی کی طرف سے کچھ بھی نہیں کیا گیا تھا۔ لوگ امن اور سکون کے ساتھ میلے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ اگرچہ عوام کو یہی احساس تھا کہ میلے کی آخری رات وہی رقص و سرود کی محفل جمے گی، لیکن کوئی بھی طوائف وہاں کسی کے ہاں نہیں پہنچی تھی۔ اب اس علاقے میں کوئی ایسا بندہ نہیں رہا تھا کہ ان کی میزبانی کر سکے۔ ممکن تھا کہ اپنے طور پر وہاں کوئی آ جائے، اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔

شام کا سورج مغرب میں غروب ہونے جا رہا تھا۔ افق پر نارنجی رنگ پھیل گیا تھا۔ میں گھر سے نکلا اور میلے والے میدان کی جانب نکل گیا۔ میری خواہش تھی کہ میں کچھ دیر درویش کے پاس بیٹھوں گا اور میلے کو دیکھ کر آ جاؤں گا۔ جب تک میں میلے کے میدان میں پہنچا، سورج غروب ہو گیا تھا۔

میں نے کار برگد کے درخت کے پاس روکی۔ وہاں نہ درویش تھا اور نہ ہی اس کی گدڑی۔ درخت کی جڑ میں چند اینٹیں اور راکھ پڑی تھی۔ یہ دیکھ کر مجھے عشق کے بارے میں کسی کی تعریف یاد آ گئی۔ اس نے کہا تھا کہ، بس ٹوٹی ہوئی رسیاں اور تھوڑی سے راکھ، یہی عشق ہے۔ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہ یہاں سے کہیں دوسری جگہ کوچ کر گیا ہے۔ میں کچھ دیر یونہی کھڑا رہا۔ جیسے اس کے ہونے کا احساس کر رہا ہوں۔ پھر چھا کے کو فون کیا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''کدھر ہو تم سب لوگ؟''

''اچھا ہوا تمہارا فون آ گیا یار، میں ابھی تمہیں فون کرنے لگا تھا۔'' اس نے تیزی سے کہا

''خیریت تو ہے نا،؟'' میں نے تشویش سے پوچھا

''فی الحال تو خیریت ہے۔'' اس نے جواب دیا

''تو پھر بات کیا ہے؟'' میں نے پوچھا

'' بات ہی ہے کہ ہمیں تو یہ یقین تھا کہ کوئی طوائف وغیرہ نہیں آئے گی، آئے گی تو ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ لیکن یہاں تو کافی ساری لڑکیاں پوری تیاری سے آ گئیں ہیں، سینکڑوں لوگوں کا مجمع ہے۔'' اس نے تیزی سے کہا

''تو پھر کیا ہوا، ناچنے دیں انہیں۔ آخر کسی کے پاس تو آئے ہوں گے نا؟'' میں نے سکون سے کہا

''یہی تو پتہ نہیں چل رہا، میں نے معلوم کیا ان منتظمین سے لیکن کسی کو نہیں معلوم، باقی مجھے ان کے ناچنے سے نہیں کوئی تکلیف، میرے خیال میں کوئی شر پیدا نہ ہو جائے۔'' اس کے لہجے میں بھی تشویش تھی۔ میں نے چند لمحے سوچ کر کہا

''اچھا تم بتاؤ کہاں ہو، میں آتا ہوں۔''

وہ مجھے بتانے لگا۔ میں نے لوکیشن سمجھی اور فون بند کر کے جیب میں ڈال لیا۔ اس وقت میں کار کی جانب بڑھا ہی تھا کہ اچانک میری گردن پر پسٹل کی نال آ گئی۔ میں ایک دم سے ٹھٹھک گیا۔

''مڑ کر مت دیکھنا، چلو کار میں بیٹھو۔''

خطرے کا الارم بج گیا تھا۔ دشمن نے اچانک وار کر دیا تھا۔ وہ چاہتے تو مجھے اسی وقت گولی مار دیتے۔ لیکن ایسا انہوں نے نہیں کیا تھا۔ بلا شبہ وہ مجھے زندہ پکڑنا چاہتے تھے۔ مجھے ایسے ہی موقع کی تربیت تھی۔ میلے سے چھن کر آنے والی بجلی روشنی سے مکمل اندھیرا نہیں تھا۔ میں نے ایک دم سے جھکائی دی اور پلٹ گیا۔ میرے سامنے ایک اجنبی تھا۔ اس نے فائر کر دیا۔ گولی نجانے کدھر گئی لیکن تب تک ایک اور شخص اس کی مدد کو آ گیا ۔ لیکن اس لمحے میں حیران رہ گیا، جب اس نے اس اجنبی کو قابو کرنے کی کوشش کی۔ اسی وقت نجانے کس طرف سے ایک راکٹ لانچر آیا اور میری کار کے پرخچے اڑ گئے۔ دھماکا بہت زوردار تھا۔ میں نے اس لمحے کا غنیمت جانا اور ایک طرف بھاگ نکلا۔ میں نے محسوس کیا میرے پیچھے کئی سارے لوگ ہیں۔ دھماکے سے وہاں بگھدڑ مچ چکی تھی۔ اچانک میرے اردگرد فائرنگ ہونے لگی۔ میں ایک دم سے رُک گیا۔ میں نے دیکھا میرے اردگرد سات آٹھ لوگ تھے۔ میں کب تک بھاگتا، مجھے ان کا مقابلہ کرنا ہی تھا۔ میں ان کی طرف دیکھنے لگا تو وہ ایک دم سے آہستہ ہو کر میری جانب بڑھنے لگے۔ میرے اردگرد گھیرا تنگ ہوا تو ایک دم وہ رک گئے۔ انہوں نے ایک دوسری کی جانب دیکھا، پھر ایک موٹے سے شخص نے انگریزی میں دہاڑتے ہوئے کہا

''یہ ہمارا شکار ہے، اگر تم لوگ اب ذرا بھی آگے بڑھے تو میں.....'' لفظ اس کے منہ ہی میں رہ گئے۔ ایک فائر ہوا تو وہ ڈکارتا ہوا گر گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ لوگ ایک دوسرے پر فائرنگ کرنے لگے۔ کیا وہ ایک دوسرے کے مخالف تھے اور سبھی مجھے پکڑنا چاہتے تھے؟ وہ کون تھے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جو مجھے اغوا کرنا چاہتے ہیں؟ اسی دوران میں نے محسوس کیا کہ فضا میں ہیلی کاپٹر موجود ہے۔ وہ یہاں کیوں؟ یہ سوچنے کا وقت نہیں تھا، میں ایک دم سے بھاگ نکلا تھا، میری کوشش تھی میں چھاکے وغیرہ کی طرف چلا جاؤں، مگر مجھے راستہ نہیں مل رہا تھا۔ اچانک ہیلی کاپٹر کی آواز تیز ہونا شروع ہوگئی۔ میں نے روشنی کی جانب دیکھا، تیز روشنی سے میری آنکھیں چندھیا گئیں۔ اس کے ساتھ ہی تیز روشنی کا ہالہ میرے اردگرد ہوگیا۔ میں جدھر بھی جاتا، وہ ہالہ مجھے گھیرے ہوئے تھا جیسے وہ روشنی مجھی پر فوکس ہوگیا ہو۔ اچانک میرے سامنے ایک بڑا سا جال آگیا۔ میں اس سے بچنا چاہتا تھا، مگر نہیں بچ سکا۔ میں اس جال میں پھنس گیا۔ اگلے ہی لمحے میں فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ میلہ اور میلے کی روشنیاں کہیں بہت پیچھے رہ گئیں تھیں۔ تیز ہوا سے میری آنکھیں بند ہورہی تھیں۔ ہر طرف اندھیرا تھا۔ میں جال میں پھنسا جھول رہا تھا۔ مجھے یہ خبر نہیں تھی کہ میں کہاں جارہا ہوں، اور مجھے اغوا کرنے والے کون ہیں؟

☆ ☆ ☆

(امجد جاوید کا یہ دلچسپ اور طویل ناول ابھی جاری ہے، باقی واقعات اگلی قسط میں پڑھیے)

صدیوں کا بیٹا

شہرہ آفاق سلسلہ ''**صدیوں کا بیٹا**'' اب کتاب گھر کے قارئین کی بے حد فرمائش پر آن لائن کر دیا گیا ہے۔ ''صدیوں کا بیٹا'' دلچسپ داستان ہے ایک مسافر بردار طیارے کی جسے دوران سفر ایک حادثہ پیش آگیا اور اُس کے مسافر برف کے وسیع پہاڑوں میں زندگی کی جنگ لڑتے لڑتے آخر کار موت کے مونہہ میں چلے گئے۔ جہاز کے سینکڑوں مسافروں میں سے صرف ایک پاکستانی پروفیسر ''خاور'' اور اُسکی ۲ بیٹیاں فرزانہ اور فروزاں ہی زندہ بچ پائی۔ اور پھر برف کی اس وادی سے نکلنے اور بیرونی دنیا سے رابطہ کرنے کی کوششوں میں وہ لوگ ایک ایسی جگہ نکل آئے جہاں ایک انوکھا انسان محوِ خواب تھا۔ ایک ایسا انوکھا انسان جو صدیوں سے زندہ تھا۔ جس نے انسان کی ارتقا کا سفر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ تاریخ کے ہر دور کا وہ چشم دید گواہ تھا۔ وہ صدیوں سے زندہ تھا اور صدیوں تک زندہ رہے گا۔ کائنات کے عناصر آگ، پانی، ہوا، ستارے سب اُس کے دوست ہیں۔ سمندروں کی گہرائیوں اور برف کے ریگزاروں تلے وہ صدیوں محوِ خواب رہتا ہے اور اُسکا جسم خراب نہیں ہوتا۔ ایک ایسا انوکھا انسان جو آگ کا غسل کرتا ہے اور آگ کے شعلے اُس کے حسن کو نکھار کر اُس کی جوانی کو جلا بخشتے ہیں۔ وہ صدیوں کا بیٹا ہے اور اُس کی کہانی صدیوں کی داستان ہے۔

''صدیوں کا بیٹا'' کتاب گھر پر دستیاب ہے۔ جسے ایکشن ایڈونچر ناول سیکشن میں دیکھا جا سکتا ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY